﴿بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ﴾(آل عمران:۷۴) ﴿......عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اسرائیل:۸۰)

الفضل

ہفت روزہ — انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد۱۰ — جمعۃ المبارک ۶/جون ۲۰۰۳ء — ۶/ربیع الثانی ۱۴۲۴ھ ہجری قمری ❁ ۶/احسان ۱۳۸۲ھ ہجری شمسی — شمارہ ۲۳

نیکی ضائع نہیں جاتی

حضرت حکیم بن حزامؓ نے آنحضرت ﷺ سے پوچھا کہ مَیں زمانہ جاہلیت میں کئی اچھے کام کیا کرتا تھا مثلاً صدقہ ،غلاموں کی آزادی اور صلہ رحمی وغیرہ۔کیا مجھے اس کا اجر ملے گا؟

آنحضور ﷺ نے فرمایا : تیری انہی گزشتہ نیکیوں کی وجہ سے تجھے اسلام قبول کرنے کی توفیق ملی۔

(صحیح بخاری ، کتاب الزکوٰۃ باب من تصدّق فی الشرک)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

وہ فریق جو خدا تعالیٰ کی نظر میں متقی اور پرہیز گار ہوتا ہے آسمان سے اس کے لیے مدد نازل ہوتی ہے

تم اس کی جماعت ہو جن کو اس نے نیکی کا نمونہ دکھانے کے لیئے چنا ہے۔اپنی جانوں پر رحم کرو اور اپنی ذرّیت کو ہلاکت سے بچاؤ۔

’’خدا تعالیٰ نے ہمارے سیّد و مولیٰ نبی آخر الزمانؐ کو جو سیّد المتقین تھے انواع و اقسام کی تائیدات سے مظفر اور منصور کیا۔گو اوائل میں حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ کی طرح داغ ہجرت آپ کے بھی نصیب ہوا مگر وہی ہجرت فتح اور نصرت کے مبادی اپنے اندر رکھتی تھی۔سوا ے دوستو! یقیناً سمجھو کہ متقی کبھی برباد نہیں کیا جاتا۔جب دو فریق آپس میں دشمنی کرتے ہیں اور خصومت کو انتہا تک پہنچاتے ہیں تو وہ فریق جو خدا تعالیٰ کی نظر میں متقی اور پرہیز گار ہوتا ہے آسمان سے اس کے لئے مدد نازل کی جاتی ہے۔اور اس طرح پر آسمانی فیصلہ سے مذہبی جھگڑے انفصال پا جاتے ہیں۔دیکھو ہمارے سیّد و مولیٰ نبیّنا محمد ﷺ کیسی کمزوری کی حالت میں مکہّ میں ظاہر ہوے تھے۔اور ان دنوں میں ابوجہل وغیرہ کفّار کا کیا کچھ عروج تھا اور لاکھوں آدمی آنحضرت ﷺ کے دشمن جانی ہو گئے تھے تو پھر کیا چیز تھی جس نے انجام کار ہمارے نبی ﷺ کو فتح اور ظفر بخشی۔یقیناً سمجھو کہ یہی راستبازی اور صدق اور پاک باطنی اور سچائی تھی۔سو بھائیو! اس پر قدم مارو اور اس گھر میں بہت زور کے ساتھ داخل ہو۔پھر عنقریب دیکھ لوگے کہ خدا تعالیٰ تمہاری مدد کرے گا۔وہ خدا جو آنکھوں سے پوشیدہ مگر سب چیزوں سے زیادہ چمک رہا ہے جس کے جلال سے فرشتے بھی ڈرتے ہیں وہ شوخی اور چالاکی کو پسند نہیں کرتا اور ڈرنے والوں پر رحم کرتا ہے۔سو اس سے ڈرو اور ہر ایک بات سمجھ کر کہو۔تم اُس کی جماعت ہو جن کو اس نے نیکی کا نمونہ دکھانے کے لئے چنا ہے۔سو جو شخص بدی نہیں چھوڑتا اور اُس کے لب جھوٹ سے اور اس کا دل ناپاک خیالات سے پرہیز نہیں کرتا وہ اس جماعت سے کاٹا جائیگا۔اے خدا کے بندو! دلوں کو صاف کرو اور اپنے اندرونوں کو دھوڈالو۔تم نفاق اور دورنگی سے ہر ایک کو راضی کر سکتے ہو مگر خدا کو اس خصلت سے غضب میں لاؤ گے۔اپنی جانوں پر رحم کرو اور اپنی ذرّیت کو ہلاکت سے بچاؤ۔کبھی ممکن ہی نہیں کہ خدا تم سے راضی ہو حالانکہ تمہارے دل میں اس سے زیادہ کوئی اور عزیز بھی ہے۔اس کی راہ میں فدا ہو جاؤ اور اس کے لئے محو ہو جاؤ اور ہمہ تن اس کے ہو جاؤ، اگر چاہتے ہو کہ اسی دنیا میں خدا کو دیکھ لو۔

کرامت کیا چیز ہے اور خوارق کب ظہور میں آتے ہیں؟ سو سمجھو اور یاد رکھو کہ دلوں کی تبدیلی آسمان کی تبدیلی کو چاہتی ہے۔وہ آگ جو اخلاص کے ساتھ بھڑکتی ہے وہ عالم بالا کو نشان کی صورت پر دکھلاتی ہے۔تمام مومن اگرچہ عام طور پر ہر ایک بات میں شریک ہیں یہاں تک کہ ہر ایک کو معمولی حالت کی خوابیں بھی آتی ہیں اور بعض کو الہام بھی ہوتے ہیں لیکن وہ کرامت جو خدا کا جلال اور چمک اپنے ساتھ رکھتی ہے اور خدا کو دکھلا دیتی ہے وہ خدا کی ایک خاص نصرت ہوتی ہے جو ان بندوں کی عزت زیادہ کرنے کیلئے ظاہر کی جاتی ہے جو حضرت احدیت میں جان نثاری کا مرتبہ رکھتے ہیں جبکہ وہ دنیا میں ذلیل کیئے جاتے اور ان کو بُرا کہا جاتا اور کذّاب اور مفتری اور بدکار اور لعنتی اور دجّال اور ٹھگ اور فریبی ان کا نام رکھا جاتا ہے اور اُن کے تباہ کرنے کے لئے کوششیں کی جاتی ہیں تو ایک حد تک وہ صبر کرتے اور اپنے آپ کو تھامے رہتے ہیں۔پھر خدا تعالیٰ کی غیرت چاہتی ہے کہ ان کی تائید میں کوئی نشان دکھاوے تب یکدفعہ ان کا دل دکھتا اور ان کا سینہ مجروح ہوتا ہے۔تب وہ خدا تعالیٰ کے آستانہ پر تضرعات کے ساتھ گرتے ہیں اور اُن کی دردمندانہ دعاؤں کا آسمان پر ایک صعبناک شور پڑتا ہے۔اور جس طرح بہت سی گرمی کے بعد آسمان پر چھوٹے چھوٹے ٹکڑے بادل کے نمودار ہو جاتے ہیں اور پھر وہ جمع ہو کر ایک تہ بہ تہ بادل پیدا ہو کر یکدفعہ برسنا شروع ہو جاتا ہے۔ایسا ہی مخلصین کے دردناک تضرعات جو اپنے وقت پر ہوتے ہیں رحمت کے بادلوں کو اٹھاتے ہیں اور آخر وہ ایک نشان کی صورت پر زمین پر نازل ہوتے ہیں۔غرض جب کسی مرد صادق ولی اللہ پر کوئی ظلم انتہا تک پہنچ جائے تو سمجھنا چاہیے کہ اب کوئی نشان ظاہر ہوگا۔؎ ہر بلاکیں قوم راحق دادہ است زیرآں گنج کرم بنہادہ است‘‘۔

(راز حقیقت،روحانی خزائن جلد۱۴ ۔ ۱۵۵۔۱۵۸ مطبوعہ لندن)

آج ہم جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ماننے کا دعویٰ کرتے ہیں ہمارے اوپر بہت بڑھ کر یہ ذمہ داری ڈالی گئی ہے کہ اپنے اندر انقلابی تبدیلیاں پیدا کریں۔اپنے گھروں کو بھی جنت نظیر بنائیں،اپنے ماحول میں بھی ایسا تقویٰ قائم کریں جو اللہ تعالیٰ ہم سے توقع رکھتا ہے۔

قرآن مجید ،احادیث نبویہ اور ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حوالہ سے اللہ تعالیٰ کی صفت الخبیر کے تعلق میں مختلف امور کا تذکرہ)

(خلاصہ خطبہ جمعہ ۱۶/مئی ۲۰۰۳)

(لندن ۱۶/مئی) :تشہد،تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد آج بھی حضور انور ایدہ اللہ نے صفت الخبیر کے موضوع پر خطبات کے سلسلہ کو مزید آگے بڑھاتے ہوئے سب سے پہلے سورۃ النمل کی آیت ۸۹ کی تلاوت و ترجمہ کے بعد حضرت مصلح موعودؓ کی تفسیر کے حوالہ سے صفت الخبیر کا ذکر فرمایا اور بتایا کہ اس میں جس عظیم الشان انقلاب کا ذکر کیا گیا ہے یہ عظیم الشان انقلاب اس صورت میں آسکتا ہے جبکہ مسلمان بھی اپنے اندر انقلاب پیدا کریں۔حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ آج ہم جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ماننے کا دعویٰ کرتے ہیں ہمارے اوپر بہت بڑھ کر یہ ذمہ داری ڈالی گئی ہے کہ اپنے اندر انقلابی تبدیلیاں پیدا کریں۔اپنے گھروں کو بھی جنت نظیر بنائیں،اپنے ماحول میں بھی ایسا تقویٰ قائم کریں جو اللہ تعالیٰ ہم سے توقع رکھتا ہے۔اور ہم سے کوئی ایسا فعل سرزد نہ ہو جو اس خدائی بشارت کو ہم سے دور کردے۔پس ہم پر یہ بہت بڑی ذمہ داری ہے کہ دعاؤں پر بہت زور دیں کیونکہ آج عالم اسلام کی حفاظت کی ذمہ داری سب سے بڑھ کر جماعت احمدیہ پر ہے۔

حضور ایدہ اللہ نے سورۃ لقمان آیت ۱۷،سورۃ الاحزاب اور سورۃ السباء آیت ۲ کے حوالہ سے بھی صفت الخبیر کا ذکر فرمایا اور بتایا کہ اللہ تعالیٰ ادنیٰ اور اعلیٰ سب باتوں سے باخبر ہے۔

حضور ایدہ اللہ نے قرآن کریم میں مذکور آئندہ زمانہ میں ظاہر ہونے والی خبروں کے ضمن میں اس

زمانہ میں منتشر یہودیوں کے فلسطین میں جمع ہونے کی خبر کا بھی ذکر فرمای جس کا بیان آیت کریمہ {وقلنامن بعده لبنی اسرائیل اسکنوا الارض فاذا جاء وعدالاخرة جئنا بکم لفیفا } میں ہے۔

حضور نے فرمایا کہ اس الٰہی خبر کے مطابق ۱۸۸۲ء سے ۱۹۰۳ء کے دوران عثمانی ترکوں نے یہود کو پہلی دفعہ دوبارہ فلسطین کے علاقہ میں آباد ہونے کی اجازت دی۔تو روس کے یہودی یہاں آکر آباد ہونا شروع ہوئے۔بیسویں صدی کے شروع میں یہود کی تعداد بہت تھوڑی تھی لیکن پھر یہ تعداد بڑھتی گئی اور پہلی جنگ عظیم میں ترکی کی سلطنت کمزور ہونے پر یورپ کی مفاد پرست طاقتوں نے بیت المقدس میں کئی قونسلیٹ قائم کئے اور پھر یہودی شہر تل ابیب کا قیام ہوا۔ پھر برطانوی حکومت نے ایک اعلان کے ذریعہ آزاد یہودی ریاست کا منصوبہ دیا اور پھر ۱۹۱۷ء میں برطانیہ کا یہ حق بھی لیگ آف نیشن نے تسلیم کیا کہ وہ فلسطین کی آبادکاری میں اس کا پورا پورا ساتھ دے۔پھر ۱۹۴۷ء میں دنیا کے تمام علاقوں سے اس قدر یہودی اکٹھے ہوئے کہ آج آپ دیکھیں کہ تمام مسلمان مما لک کو ایک عجیب عذاب میں مبتلا کیا ہوا ہے اور اب یہ تعداد روز بروز بڑھتی چلی جا رہی ہے۔اور یہ خدائی پیشگوئی کے مطابق ہے۔

حضور ایدہ اللہ نے سورۃ الکہف آیت ۴۸ کے حوالہ سے حضرت مصلح موعودؓ کی بیان فرمودہ تفسیر کا ذکر فرمایا اور پھر سورۃ الانبیاء آیت ۳۱۔۳۲ کے ضمن میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی تفسیر کا حوالہ دیا کہ یہ آیت کائنات کے اسرار پر سے ایسا پردہ اٹھاتی ہے جو اس زمانے کے انسان کے وہم وگمان میں بھی نہیں آسکتا تھا۔فرمایا: یہ ساری کائنات ایک مضبوطی سے بند کئے ہوئے ایسے گیند کی شکل میں تھی جس میں سے کوئی چیز باہر نہیں نکل سکتی تھی۔پھر ہم نے اس کو پھاڑا اور اچانک ساری کائنات اس میں سے پھوٹ پڑی اور پھر پانی کے ذریعہ ہر زندہ چیز کو پیدا فرمایا۔اور پانی کے معاً بعد ”رَوَاسِی“ کے ساتھ اس پانی کے نازل ہونے کے نظام کا ذکر فرمادیا۔اور پھر یہ ذکر فرمایا کہ کس طرح آسمان، زمین اور اہلِ زمین کی حفاظت کرتا ہے۔پھر زمین وآسمان اور تمام اجرام کی دائمی گردش کا ذکر فرمایا اور جس طرح زمین اور آسمان دائمی نہیں ہیں اسی طرح یہ بھی متوجہ فرمایا کہ انسان بھی دائم رہنے والا نہیں۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ پھر قیامت کی گھڑی پر گواہی دینے والے عظیم واقعات کی خبر ہے۔فرمایا: {اِذَاالشَّمْسُ کُوِّرَتْ۔ وَاِذَاالنُّجُوْمُ انْکَدَرَتْ۔ وَاِذَا الْجِبَالُ سُیِّرَتْ۔ وَاِذَاالْعِشَارُ عُطِّلَتْ } (سورۃالتکویر:2 تا 5)۔ترجمہ یہ ہے کہ جب سورج لپیٹ دیا جائے گا۔اور جب ستارے ماند پڑ جائیں گے۔اور جب پہاڑ چلائے جائیں گے۔اور جب دس ماہ کی گابھن اونٹنیاں بغیر کسی نگرانی کے چھوڑ دی جائیں گی۔

اس کی مختصر تفسیر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ قرآن کریم دنیا میں رونما ہونے والے عظیم واقعات کی خبر دیتا ہے جو قیامت کی گھڑی پر گواہ ٹھہریں گے۔اور گواہ ٹھہرایا گیا ہے سورج کو جب اسے ڈھانپ دیا جائے گا یعنی آنحضرت ﷺ کی روشنی کو اس زمانہ کے دشمن بنی نوع انسان کی بھلائی کے لئے نہیں پہنچنے دیں گے اور ان کا مکروہ پراپیگنڈا بیچ میں حائل ہوجائے گا۔اور جب صحابہؓ کے نور کو بھی دشمن کی طرف سے گدلا دیا جائے گا اور جس طرح سورج کے بعد ستارے کسی حد تک روشنی کا کام دیتے ہیں اسی طرح صحابہ کا نور بھی انسان کی نظر سے زائل کردیا جائے گا۔یہ وہ زمانہ ہوگا جبکہ بڑے بڑے پہاڑ چلائے جائیں گے یعنی پہاڑوں کی طرح بڑے بڑے سمندری جہاز بھی اور فضائی جہاز بھی سفر اور بار برداری کے لئے استعمال ہوں گے اور اونٹنیاں ان کے مقابل پر بے کار کی طرح چھوڑ دی جائیں گی۔

حضور نے سورۃ البروج آیات ۵ تا ۹ کا بھی ذکر فرمایا جن میں آج کل کے زمانے میں احمدیوں پر جو مظالم ہو رہے ہیں ان کا ذکر ہے۔حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ اس سلسلہ میں فرماتے ہیں کہ ان آیات میں ان لوگوں کی ہلاکت کی پیشگوئی کی گئی ہے جنہوں نے کھائی میں آگ جلائی تھی اور اس میں مومنوں کو پھینک کر بیٹھے ان کا تماشا دیکھتے تھے۔ان آیات میں یہ پیشگوئی مضمر ہے کہ یہ واقعہ آئندہ بھی رونما ہوگا اور وہ زمانہ موعود کا زمانہ ہوگا۔پس لازماً اس کا اطلاق ان مظلوم احمدیوں پر ہوتا ہے جن کو گھروں میں زندہ جلانے کی کوشش کی گئی اور قُعُود کا لفظ بتاتا ہے کہ لوگ بیٹھے تماشا دیکھتے رہے اور ظالموں کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی گئی۔پس یہ عظیم الشان پیشگوئی اس رنگ میں کئی بار پوری ہوچکی ہے کہ پولیس کی نگرانی میں بلوائیوں نے معصوم احمدیوں کو زندہ جلانے کی کوشش کی اور کئی بار کامیاب بھی ہوگئے اور بعض اوقات ناکام بھی ہوئے۔حالانکہ ان کا اس کے سوا کوئی جرم نہیں تھا کہ وہ آنے والے پر ایمان لے آئے۔یہ ایسے سچے متبعین ہیں جو اپنی قربانیوں کے ذریعے آنے والے موعود کی صداقت پر گواہ بن گئے ہیں۔

اور پھر یہ ہے کہ ایسی حرکتیں کرنے والوں کو کوئی ذرا سا بھی احساس،شرم،حیا کچھ نہیں بلکہ یہ حرکتیں کرنے کے بعد بڑے فخر سے بیان کی جاتی ہیں کہ ہم نے احمدیوں کے ساتھ یہ سلوک کیا، یہ سلوک کیا۔اور یہ باتیں ایسی نہیں کہ جو پہلے ہوا کرتی تھیں اور آج نہیں ہو رہیں یا احمدیت کے ابتدائی دور میں ہو رہی تھیں۔آج بھی یہ خبریں مستقلاً آتی رہتی ہیں اور یہ عمل اسی طرح جاری ہے۔اور یہ ظلم کی داستانیں آج بھی اسی طرح رقم ہو رہی ہیں۔ پاکستان میں احمدیوں کے ساتھ بعض جگہوں پر جو سلوک ہوتا ہے اس سے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔اور جب پوچھو کہ قصور کیا ہے تو کوئی جواب نہیں۔اب لوگ اپنی مسجد میں بیٹھے اپنے امام کی تقریر سن رہے ہیں یہی ان کا بہت بڑا قصور ہے کیونکہ ہمارے جذبات مشتعل ہوتے ہیں۔اور ظلم کی یہ انتہا کہ یہ سب کچھ خدا کے نام پہ ہو رہا ہے۔اب ہم تو یہی کہہ سکتے ہیں کہ اگر ان کو ذرا بھی خوف خدا ہو کہ ”خدا کا نام نہ لو ظالمو خدا کے لئے“۔لیکن خدا کا واسطہ تو وہاں دیا جاتا ہے جہاں خدا کا خوف ہو۔اس لئے ہماری اپنے رب کے آگے یہی التجا ہے کہ ؎

خداوندا بندہ خدا بن گیا ہے یہی تیری قدرت دکھانے کے دن ہیں

اب آنحضرت ﷺ نے آخری زمانہ میں پیش آنے والے مختلف حالات وواقعات کی خبریں بھی بیان فرمائیں جو آپ کے صحابہ کے ذریعہ ہم تک پہنچی ہیں۔ان میں سے چند روایات نمونہ کے طور پر پیش کرتا ہوں جو بڑی شان کے ساتھ ہم نے پوری ہوتے دیکھیں اور دیکھ رہے ہیں۔

حضرت علیؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: عنقریب ایسا زمانہ آئے گا کہ نام کے سوا اسلام کا کچھ باقی نہیں رہے گا۔الفاظ کے سوا قرآن کا کچھ بھی باقی نہیں رہے گا۔اس زمانہ کے لوگوں کی مسجدیں بظاہر تو آباد نظر آئیں گی لیکن ہدایت سے خالی ہوں گی۔ان کے علماء آسمان کے نیچے بسنے والی مخلوق میں سے بدترین مخلوق ہوں گے۔ان میں سے ہی فتنے اٹھیں گے اور ان میں ہی لوٹ جائیں گے یعنی تمام خرابیوں کا وہی سرچشمہ ہوں گے۔ (مشکوٰۃ کتاب العلم الفصل الثالث صفحہ ۳۸)۔اور یہی کچھ آج کل ہم دیکھ رہے ہیں۔

حضور نے احادیث کے حوالہ سے مسلمانوں کی بدعملی اور ظاہر پرستی اور یہود ونصاریٰ کی اتباع کرنے کی خبر کا بھی ذکر فرمایا۔اور پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیان فرمودہ بعض پیش خبریوں کا ذکر فرمایا جن میں موعود بیٹے کی ولادت کی خبر اور اسلامی اصول کی فلاسفی والے مضمون کے سب پر بالا رہنے کی پیشگوئی کا بطور خاص ذکر فرمایا۔

حضور نے آخر پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک پڑھ کر سنایا جس میں حضور فرماتے ہیں:

”کیا تم خیال کرتے ہو کہ تم ......امن میں رہو گے یا تم اپنی تدبیروں سے اپنے تئیں بچا سکتے ہو؟ ہرگز نہیں۔انسانی کاموں کا اس دن خاتمہ ہوگا......اے یوروپ تُو بھی امن میں نہیں اور اے ایشیا تو بھی محفوظ نہیں اور اے جزائر کے رہنے والو کوئی مصنوئی خدا تمہاری مدد نہیں کرے گا۔میں شہروں کو گرتے دیکھتا ہوں اور آبادیوں کو ویران پاتا ہوں۔وہ واحد یگانہ ایک مدت تک خاموش رہا۔اس کی آنکھوں کے سامنے مکروہ کام کئے گئے وہ چپ رہا۔مگر اب وہ ہیبت کے ساتھ اپنا چہرہ دکھلائے گا۔جس کے کان سننے کے ہوں وہ سنے کہ وہ وقت دور نہیں“۔

......☆......☆......☆......☆......

اللہ نے ہے خوف کو پھر امن میں بدلا

یہ کس کی جدائی ہے زمیں کانپ گئی ہے
وہ مرد خدا ، مرد خدا ، مرد خدا ہے
وہ مظہر رابع تیری قدرت کا تھا مولیٰ
جو درد کے ماروں سے جُدا ہو کے گیا ہے
محبوب تھا ، دلدار تھا ، ستّار تھا سب کا
ہر سینے میں روشن اسی الفت کا دِیا ہے
ہر لمحہ رہا دین کی خدمت میں ہی وہ وقف
علموں کا خزانہ بھی وہ اک چھوڑ گیا ہے
راضی تھا خدا سے تو خدا اس سے تھا راضی
واللہ وہ اس کے بلاوے پہ گیا ہے
اب تو ہی بتا کیسے سہیں دردِ جدائی
یہ غم تیری فرقت کا تو ہر غم سے سوا ہے
دل زخمی ہے اور اشک بھی تھمتے نہیں لیکن
راضی ہیں اسی میں کہ جو مولیٰ کی رضا ہے
یادیں تیری سینے سے مٹائے نہ مٹیں گی
بھردے اسے مولیٰ! مرے دل میں جو خلا ہے
اللہ نے ہے خوف کو پھر امن میں بدلا
مسرور ہے بخشا ہمیں مسرور کیا ہے
ہاں وعدۂ ”تمکین“ بھی ہوتا رہے پورا
ہر عاشق صادق کی یہ دن رات دعا ہے

(طیبہ رضوان - ناروے)

تحریک احمدیت کے مشہور پنجابی شعراء

فروغ شمع محفل تو رہے گا صبح محشر تک
مگر محفل تو پروانوں سے خالی ہوتی جاتی ہے

(۱۸۹۶ء - ۲۰۰۲ء)

(دوست محمد شاھد۔ مؤرخ احمدیت)

پنجابی زبان اور صوفیاء

امرتسر کے بیسویں صدی کے پنجابی ادب کے ایک سکالر کی تحقیق کے مطابق پنجابی نے سترھویں صدی عیسوی میں اُپ بھرتش یا برج بھاشا سے جنم لیا پہلے اسے ہندی کہا جاتا تھا مگر مفتاح اللغۃ کے مؤلف حافظ برخوردار نے سب سے پہلے ۷۰۔۱۶۶۹ء میں پنجابی کا لفظ استعمال کیا۔ حضرت باوا فرید گنج شکرؒ، شری گورونانک جی مہاراجؒ، حضرت سلطان باہوؒ، شاہ شرف بٹالویؒ، مولوی غلام رسولؒ قلعہ میںہا سنگھ، حافظ محمد بارک اللہ لکھو کے ضلع فیروز پورا، مولوی محمد مسلمؒ، مولوی نور احمد چشتی اور حضرت خواجہ غلام فریدؒ چاچڑاں شریف نے اس زبان سے اشاعت دین، وعظ و تلقین اور عوامی تربیت و اصلاح کے لئے بہت کام کر کے اپنے اپنے وقت اور حلقہ میں زبردست انقلابی روح پھونک ڈالی۔ حضرت بابا گورو نانک (وفات ۷ ستمبر ۱۵۳۹ء) کے متعلق عہد حاضر کے ایک سکھ مؤرخ ہر بنس سنگھ کا بیان ہے کہ:

"گورونانک کے حالات سب سے پہلے جنم ساکھیوں کے نام سے لکھے گئے ......جنم ساکھیاں پنجابی زبان میں لکھی گئیں۔ اور اس زبان میں دستیاب ہونے والے قدیم ترین نمونے میں رسم الخط گورمکھی ہے جس کے ابجد کو گورونانک نے خود تراش خراش کر اپنے شبدوں کے لئے استعمال کیا تھا"۔

"گورونانک سے حاصل کردہ تعلیمات اور معاصرانہ تاریخی تقاضوں کے مطابق بعد میں آنے والے گورو صاحبان کے سکھ عقیدے اور جماعتی نظام کے ارتقاء میں اہم رول ادا کیا مثلاً پانچویں گرو ارجن سنگھ نے سکھوں کو گرنتھ صاحب کی مقدس کتاب دی......اس میں اپنے پیش رووٴں کے اور اپنے شبد ہی استعمال نہیں کئے بلکہ متعدد صوفیوں اور خدا رسیدہ بھگتوں کا کلام بھی شامل کیا جن میں ہندو اور مسلمان دونوں تھے۔ ہندووٴں میں رامانند اور نام دیو اور مسلمانوں میں شیخ فرید شامل ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ امرتسر کے پرمندر صاحب (گولڈن ٹمپل) کی بنیاد پانچویں گرو (ارجن) کی درخواست پر مشہور مسلمان درویش میاں میر نے رکھی تھی"۔

(گورونانک صفحہ ۱۰ و ۳۲۶۔ مصنف ہربنس سنگھ ناشر نگارشات میاں چیمبرز۔ ۳ ٹمپل روڈ لاہور۔ سال اشاعت ۲۰۰۲ء)

حضرت مسیح موعودؑ بانیٔ سلسلہ احمدیہ پر پنجابی الہام

حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام اگرچہ فارسی النسل تھے مگر آپ کی پیدائش اور وفات پنجاب ہی میں ہوئی۔ اللہ جلّشانہٗ نے آپ کو صرف عربی، اردو اور انگریزی میں ہی مخاطب نہیں فرمایا بلکہ آپ پر پنجابی زبان میں بھی پانچ حقیقت افروز الہام نازل فرمائے۔ مثلاً:

"جے تو میرا ہور ہیں سب جگ تیرا ہو"۔

"عشق الٰہی وسّے منہ پر ولیاں ایہہ نشانی"۔

آپ کی وفات سے ایک سال قبل عالم رؤیا میں یہ خبر بھی دی گئی کہ پنجاب کے دو پل ٹوٹ جائیں گے یعنی یہ صوبہ دو حصوں میں تقسیم کر دیا جائے گا۔

(خواب ۹/ فروری ۱۹۰۷ء مطبوعہ بدر قادیان ۱۴/فروری ۱۹۰۷ء۔ صفحہ ۳۔ الحکم قادیان ۱۷/فروری ۱۹۰۷ء)

حضرت اقدس نے ۲۴/اکتوبر ۱۹۰۵ء دہلی کے شہرہ آفاق بزرگ اور حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے پیرومرشد کے مزار پر دعا سے قبل حضرت سیٹھ عبدالرحمٰن صاحب مدراسی کو مخاطب کر کے فرمایا:

"پنجاب میں بڑی سعادت ہے۔ ہزار ہا لوگ سلسلہ حقہ میں شامل ہوتے چلے جاتے ہیں۔ پنجاب کی زمین بہت نرم ہے اور اس میں خدا پرستی ہے۔ طعن و تشنیع کو برداشت کرتے ہیں"۔

(اخبار بدر قادیان۔ ۳۱/اکتوبر ۱۹۰۵ء صفحہ ۱۔۳)

سلسلہ احمدیہ کے پنجابی شعراء کا زندہ جاوید کارنامہ

حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب نیّرؓ (بانی افریقہ مشن) کی روایت ہے کہ:

"حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک دفعہ فرمایا کہ پنجابیوں نے ہر رنگ میں تبلیغ کا حق ادا کر دیا ہے"۔

(الفضل قادیان ۲۵/اپریل ۱۹۳۳ء صفحہ ۲)

حضور علیہ السلام کا اشارہ دراصل پنجابی کے ان بزرگ احمدی شعراء کی طرف تھا جنہوں نے نہ صرف حضورؑ کی زندگی میں بلکہ وصال مبارک کے بعد بھی زندگی کے آخری سانس تک پنجابی کلام کے ذریعہ حق و صداقت کی منادی جاری رکھی جیسا کہ آگے چل کر یہ حقیقت پوری طرح نکھر کے سامنے آجائے گی۔

۵/نومبر ۱۹۰۲ء کا واقعہ ہے کہ "بعد نماز مغرب مولوی محمد علی صاحب سیالکوٹی نے ایک پنجابی نظم سنانے کی درخواست کی جس میں انہوں نے الفاظ بیعت اور شرائط بیعت کو منظوم کیا ہوا تھا جب وہ سنا چکے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ پنجابی نظموں کا ایک مجموعہ تیار کر کے چھاپا جاوے اور گاؤں بہ گاؤں لوگوں کو سناتے پھریں تاکہ خلق خدا کو ہدایت ہو تو یہ بہت مفید ہو"۔

(البدر قادیان ۱۴/نومبر ۱۹۰۲ء)

ازاں بعد ۱۴/نومبر ۱۹۰۲ء بروز جمعہ بعد نماز مغرب حضرت اقدس حسب معمول شہ نشین پر جلوہ گر ہوئے۔ مولوی محمد علی صاحب سیالکوٹی نے رخصت طلب کی اور عرض کیا میں جا کر صرف چند روز گھر پر رہوں گا پھر دہ بدہ پھر کر پنجابی نظم کے پیرایہ میں حضور کے سلسلہ کی تبلیغ اور اتمام حجت کروں گا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا "یہ بہت عمدہ کام ہے اور اس زمانہ کا یہی جہاد ہے۔ جو لوگ پنجابی سمجھتے ہیں آپ اُن کے لئے بہت مفید کام کرتے ہیں"۔

(البدر قادیان ۲۱/نومبر ۱۰۹۰۲ء)

دربار مہدیؑ میں پنجابی نظمیں سنانے والے بزرگ

حضرت مولوی محمد علی صاحب کاموکے ضلع سیالکوٹ کے رہنے والے تھے۔ آپ کی دو کتابیں احمدی کا من اور وفات مسیح خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ دونوں ۱۹۰۲ء ہی میں منظر عام پر آگئیں۔ اول الذکر حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی نے مطبع انوار احمدیہ سے اور ثانی الذکر حضرت حکیم فضل الدین نے مطبع ضیاء الاسلام سے چھپوائیں۔

آپ کے علاوہ جن بزرگوں کو مامور الزماں مسیح وقت حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کے دربار عام میں پنجابی اشعار سنانے اور دعائیں لینے کے زرّیں اور تاریخی مواقع میسر آئے ان میں حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی (وفات ۱۵/دسمبر ۱۹۶۳ء)، حضرت مرزا محمد اسماعیل صاحب ترگڑی ضلع گوجرانوالہ (وفات ۲۴/مارچ ۱۹۲۴ء) اور مخلص اصحاب خاص بھی تھے۔

اوّل: حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی نے ۱۸۹۹ء میں اپنی مشہور سی حرفی در مدح حضرت مسیح موعودؑ کے حضور نذرانہ عقیدت کی جسے سید عبدالحئی عرب صاحب کی فرمائش پر جولائی ۱۹۰۶ء میں مطبع انوار احمدیہ قادیان سے 'گلدستہ احمدی' کے نام پر شائع کیا گیا۔ آپ فرماتے ہیں:

"یہ وہ سی حرفی ہے جس کو مؤلّف نے عین دربار شاہی حضرت مسیح الزمان میں ۱۸۹۹ء کو شام کے وقت بآواز بلند پڑھ کر سنایا جس سے تمام حاضرین یعنی حضرت اقدس امام احمد القادیانی و حضرت مولوی نور الدینؓ و مولوی عبدالکریمؓ وغیرھم اصحاب سب صاحبان محظوظ ہوئے اور بعد اختتام سب نے فقیر کے حق میں دعائے خیر فرمائی اور یہ سی حرفی حسب ارشاد مفتی محمد صادق صاحبؓ تصنیف بھی ہوئی فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ عَلٰى تَالِیْفِهٖ"۔

"گلدستہ احمدی" کے علاوہ ایک اور پنجابی سی حرفی "جام وحدت" بھی آپ کے قلم سے نکلی۔ آپ فرماتے ہیں:

"اس زمانہ میں ضلع گجرات کے اندر اُس کی بہت دھوم تھی"۔

(حیات قدسی بار دوم حاشیہ صفحہ ۲۲۔ طابع و ناشر حکیم محمد عبداللطیف صاحب شاہدؔ نمبر ۱۶ مین بازار گوالمنڈی لاہور)

حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکیؓ مزید تحریر فرماتے ہیں:

"سیدنا حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے عہد مبارک میں جب مَیں اپنے سسرال موضع پیرکوٹ آیا تو یہاں آ کر مَیں نے برادرم حکیم محمد حیات صاحب کی فرمائش پر ایک پنجابی نظم 'جھوک مہدی والی' کے نام سے لکھی۔ چونکہ اس جھوک میں حضورؑ کی صداقت کے دلائل و براہین کے علاوہ مَیں نے جذبات عقیدت کا اظہار بھی کیا تھا اس لئے یہ جھوک بہت پسند کی گئی اور شائع ہونے کے بعد بعض لوگوں کی ہدایت کا موجب ہوئی اور پنجاب کے اکثر دیہاتی احمدیوں میں اسے اتنی قبولیت حاصل ہوئی کہ آج تک شاید بیسیوں مرتبہ شائع ہو چکی ہے......۔

مزید برآں اس جھوک کو یہ شرف بھی حاصل ہے کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام جن دنوں ایک مقدمہ کی وجہ سے گورداسپور تشریف فرما تھے تو میری بیوی کے بھائی میاں عبداللہ خان صاحب نے اسے حضور کی خدمت عالیہ میں پڑھ کر سنایا تھا۔ علاوہ ازیں حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ عنہ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بھی اسے سن کر پسند فرمایا تھا"۔

(حیات قدسی جلد دوم صفحہ ۹۳ ناشر سیٹھ علی محمد اله دین ایم۔ اے سکندر آباد دکن۔ یکم/ ستمبر ۱۹۵۱ء)

حضرت مصلح موعودؓ کی خدمت اقدس میں بھی آپ نے مسجد مبارک قادیان میں اپنا شعری کلام "آ گیا ہادی اُمّتاں دا" سنایا جس کے نتیجہ میں حضور کی توجہ سے آپ پر آٹھ دن تک ایک خاص وجدانی کیفیت طاری رہی۔

(حیات قدسی حصہ چہارم صفحہ ۱۰۴)

دوم: حضرت مرزا محمد اسمٰعیل صاحب آف ترگڑی ضلع گوجرانوالہ نے جون ۱۹۰۳ء (مطابق ربیع الاول ۱۳۲۱ھ) اپنی مشہور عالم نظم "چٹھی مسیح تے اس دا جواب" اپنے مقدس امام ہمام مسیح الزمانؑ کی مجلس میں پیش کر کے زبردست خراج تحسین حاصل کیا۔ آپ نے ۲۴/مارچ ۱۹۲۴ء کو وفات پائی۔

حضرت سید محمد علی شاہ صاحب انسپکٹر نظارت بیت المال قادیان کی یہ شہادت حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے اپریل ۱۹۳۹ء میں سیرت المہدی حصہ سوم صفحہ ۳۰۹ پر سپرد قرطاس فرمائی:

"جب مَیں ابتدا میں حضورؑ کی بیعت کے لئے قادیان آیا تو......نماز کے بعد بیعت کا وقت آیا۔ مجھے سب سے پہلے موقعہ ملا۔ اس کے بعد کئی لوگوں نے اپنی نظمیں سنائیں۔ مولوی محمد اسمٰعیل صاحب ساکن ترگڑی نے بھی اپنی پنجابی نظم "چٹھی مسیح اور اس کا جواب" سنایا جسے سن کر آنحضورؑ اور خدام خوب ہنسے اور فرمایا اسے شائع کر دو"۔

چنانچہ حضرت اقدس کے ارشاد مبارک کی تعمیل میں آپ نے اس کا پہلا ایڈیشن مطبع اسلامیہ سٹیم پریس لاہور سے سات سو کی تعداد میں چھپوا کر شائع کر دیا اور اس کے آخر میں اشتہار بھی دیا کہ 'مصنف کے علاوہ چٹھی مذکور گوجرانوالہ بازار چوک دکان غلام رسول درزی احمدی اور قادیان میں میاں کرم الٰہی

صاحب سنگساز سے بقیمت نقد مل سکتی ہے''۔

یہ نظم بڑے سائز کے ۶۷ صفحات پر محیط تھی (حضرت میاں کرم علی صاحب کا انتقال ۱۴؍دسمبر ۱۹۵۲ء کو ہوا)۔

......☆......☆......☆......

حضرت مسیح موعودؑ کے عہد مبارک کی بعض اور پنجابی منظومات

عہدِ حضرت مسیح موعودؑ میں پنجابی کلام کی اشاعت کرنے والے خوش نصیب

ان تین عالی قدر بزرگوں کے علاوہ حضرت اقدس کے مبارک زمانہ میں مندرجہ ذیل مشہور مریدوں کو اپنی پنجابی نظموں کی اشاعت کا شرف حاصل ہوا۔

۱۸۹۶ء:

حضرت مولوی فیض احمد صاحب ویکسی نیٹر ضلع جہلم ساکن لنگیانوالی ضلع گوجرانوالہ وزیرآباد۔

(کتاب یاجوج وماجوج مطبع سراج المطابع جہلم)

۱۹۰۳ء:

حضرت مولوی فتح الدین دھرم کوٹ بگہ ضلع گورداسپور متوفی ۲۷؍جولائی ۱۹۲۰ء۔

(کتاب 'چمکار حق' ۔آیات رحمانی طبع دوم مطبع ضیاء الاسلام قادیان)

حضرت حکیم دین محمد صاحب راہوں ضلع جالندھر کے بیان کے مطابق آپ نے بھی اپنا کلام دربار مہدی میں سنایا تھا۔

(رجسٹر روایات جلد ۱۳ صفحہ ۵۹)

حضرت میاں محمد اسمٰعیل صاحب ساکن موضع بڈھال، ضلع وتحصیل سیالکوٹ۔

(کتاب سچ بیان حصہ اول ودوم ۔پہلا حصہ مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں اور دوسرا مفید عام پریس سیالکوٹ میں چھپا)

۱۹۰۵ء:

حضرت میاں محمد اسمٰعیل صاحب کے قلم سے اندر پریس سیالکوٹ سے ۲۰؍اگست ۱۹۰۵ء کو ''نشانات محمدی'' اور ۴؍ستمبر ۱۹۰۵ء کو رسالہ ''صدقے جاواں'' زیور طبع سے آراستہ ہوا۔

بعض قرائن کے مطابق اسی سال حضرت مولانا عبدالکریمؓ صاحب کے وصال ۱۱؍اکتوبر ۱۹۰۵ء سے قبل حضرت شیخ نور احمد صاحب کے مطبع ریاض ہند امرتسر سے رسالہ ''عاقبۃ المکذبین'' چھپ کر شائع ہوا جس کے مؤلف خالد احمدیت حضرت مولانا جلال الدین صاحب شمس، مبشر بلاد عربیہ وانگلستان کے تایا حضرت شیخ محمد جمال الدین صاحب احمدی ساکن موضع سیکھواں ضلع گورداسپور تھے''۔ یہ پنجابی اشعار پر مشتمل رسالہ ایک شخص عبدالستار ساکن موضع سوہل کے جواب میں سپرد قلم ہوا تھا۔آپ نے چالیس برس کی عمر میں ۵؍دسمبر ۱۹۲۶ء کو وفات پائی۔

۱۹۰۶ء:

دسمبر ۱۹۰۶ء میں اسلامیہ سٹیم پریس لاہور سے وفات مسیح اور حقانیت احمدیت پر لاہور کے مشہور شاعر حضرت بابا میاں ہدایت اللہ صاحب مصنف پنجابی سی حرفیاں کا رسالہ ''البرھان الصریح فی تائید المسیح'' اشاعت پذیر ہوا۔ ناشر آپ کے فرزند ماسٹر ولی اللہ تھے۔

حضرت بابا صاحب مولانا شیخ عبدالقادر (سوداگرمل) مرحوم کی تحقیق کے مطابق ۲۶؍جولائی ۱۸۳۳ء میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۰۱ء یا ۱۹۰۰ء میں مسیح الزماں کی بیعت سے مشرف ہوئے ۔ اور ۱۲؍جنوری ۱۹۲۹ء کو وفات پائی اور اپنے مولد لاہور ہی میں سپرد خاک ہوئے ۔حضرت بابو غلام محمد صاحب فورمین لاہور کا بیان ہے کہ:

''حضرت مسیح موعودؑ نے حضرت مولوی غلام حسین متولی گمٹی والی مسجد لاہور اور آپ کی نسبت ارشاد فرمایا: ان کی وصیت کی کیا ضرورت ہے یہ تو مجسم وصیت ہیں''۔

(لاہور تاریخ احمدیت صفحہ ۲۶۹ طبع اول۔ ۲۰؍فروری ۱۹۶۶ء ۔ روایات رجسٹر نمبر ۹ صفحہ ۱۶۶)

حضرت سید محمود عالم صاحب بہاری کی روایت ہے کہ حضرت اقدس نے ایک بار ان دونوں اکابر سلسلہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ: ''عام طور پر انبیاء کے ماننے والے ان سے کم عمر کے لوگ ہوتے ہیں ......مگر یہ دونوں ایسے ہیں جو بڑے اور بوڑھے ہو کر ایمان لائے ہیں''۔

(رجسٹر روایات نمبر ۴ صفحہ ۴۲)

پنجابی سکالر جناب مولا بخش صاحب کشتہ امرتسری نے اپنی کتاب ''پنجابی شاعراں دا تذکرہ'' میں احمدی شعراء حضرت مولوی فیروزالدین ڈسکوی (متوفی ۶؍مارچ ۱۹۰۷ء بحوالہ بدر قادیان ۱۳؍جولائی ۱۹۰۷ء صفحہ ۳) اور حضرت مولوی حاجی محمد دلپذیر صاحب بھیروی (وفات ۱۸؍جون ۱۹۴۵ء) کے علاوہ حضرت بابا میاں ہدایت اللہ صاحب گلی چابک سواراں کا خصوصی طور پر ذکر کیا ہے۔ اور ان کے پنجابی کلام کے نمونے لکھ کر تسلیم کیا ہے کہ آپ کی سی حرفیاں ملک میں بہت مقبول عام وخواص ہیں۔ نیز بتایا ہے کہ آپ کے استاد حافظ ولی اللہ سبحن تھے اور آپ کے حلقہ شاگردوں میں بھائی لاہورا سنگھ مصنف ہیر لاہورا سنگھ اور میاں رحیم بخش مصنف ''مجموعہ رحیم یار'' بہت مشہور ہیں''۔

(صفحہ ۲۱۸۔ طبع اول جنوری ۱۹۶۰ء ۔ ٹمپل روڈ لاہور)

۱۹۰۷ء:

حضرت قاضی ظہور الدین صاحب اکملؔ گولیکی نے حضرت مسیح موعودؑ کے عہد مبارک میں جہاں اردو لٹریچر میں عمدہ اضافہ کیا وہاں آپ کا منظوم کلام پنجابی رسالہ ''احمدی طریقہ'' کے نام سے ۱۹۰۷ء (مطابق ۱۳۲۵ھ) میں بدر پریس قادیان سے چھپا۔ حضرت قاضی صاحب کا انتقال خلافت ثالثہ کے دور میں ۲۷؍ستمبر ۱۹۶۶ء کو ہوا۔

......☆......☆......☆......

خلفاء احمدیت کے زمانہ میں صحابہ کرامؓ کے پنجابی لٹریچر کی وسیع اشاعت

اب اُن مشاہیر احمدیت کا تذکرہ کیا جاتا ہے جنہوں نے حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے دست مبارک پر بیعت کی مگر ان کے پنجابی کلام کی وسیع پیمانہ پر اشاعت خلفائے احمدیت کے تاریخ ساز عہد میں ہوئی۔

۱......حضرت منشی جھنڈے خان صاحب۔
(وفات ۲۷؍مارچ ۱۹۲۹ء)

۲......حضرت حافظ محمد امین صاحب تاجر کتب جہلم۔
(وفات دسمبر ۱۹۴۲ء)

۳......حضرت حافظ غلام رسول صاحب وزیرآبادی۔
(ولادت ۱۸۵۴ء۔ وفات ۲۸؍جون ۱۹۴۴ء)

۴......حضرت مولوی حاجی محمد دلپذیر صاحب بھیروی۔
(وفات ۱۸؍جون ۱۹۴۵ء)

۵......حضرت ڈاکٹر منظور احمد صاحب ابن حضرت مولوی محمد دلپذیر صاحب۔
(ولادت ۱۸۹۶ء۔ وفات ۱۸؍اکتوبر ۱۹۵۳ء)

۶......حضرت ماسٹر چوہدری محمد علی صاحب اشرف، ہیڈ ماسٹر احمدیہ انگریزی مڈل سکول ساکن بیرم پور ضلع ہوشیارپور۔ (وفات ۱۶؍جون ۱۹۷۰ء)

۷......حضرت میاں نور محمد صاحب امرتسری ۔ والد مولانا محمد صدیق صاحب امرتسری مبشر احمدیت بلاد عربیہ، افریقہ و فجی وغیرہ۔
(وفات ۲۵؍مئی ۱۹۷۶ء)

......☆......☆......☆......

زمرۂ تابعین کے پہلے طبقہ کے بعض شعراء

(متحدہ ہندوستان میں)

۱......مولوی قمر الدین صاحب امیر وسیکرٹری انجمن احمدیہ شکار ضلع گورداسپور۔ (مصنف نظارہ امرتسری وغیرہ)۔

۲...... ماسٹر محمد شفیع صاحب اسلم۔ مدرس ہائی سکول قادیان ۔(مصنف بگڑی بن گئی معہ سی حرفی منور وغیرہ)

۳......منشی عطاء اللہ صاحب ملکپوری کاتب سرگودھا شاگرد حضرت مولوی محمد عبداللہ صاحب بوتالوی خوش نویس منشی محکمہ نہر۔ (مصنف ''پہچان مہدی'' وغیرہ)۔

۴......مولوی عبدالعزیز صاحب احمدی معمار ساکن ہردوروال تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور۔ (مصنف ریل نامہ قادیان، نصرت ربانی وفیصلہ رحمانی ومہدی دی دھماں وغیرہ)

......☆......☆......☆......

نصیر ایجنسی قادیان

ضمناً یہاں یہ بتانا ضروری ہے کہ خلافت ثانیہ میں ۱۹۴۵ء تک احمدی شعراء کے لٹریچر کی زیادہ اور وسیع اشاعت کا سہرا بدوملہی کے ایک نہایت سادہ طبع متوکل اور بےنفس بزرگ مولوی محمد عنایت اللہ صاحب تاجر کتب ومالک نصیر ایجنسی قادیان کے سر ہے جو اپنی وفات (۵؍اگست ۱۹۴۵ء) تک اس قلمی جہاد میں سرفروشانہ طور پر سرگرم عمل رہے ۔آپ نے قادیان میں حضرت خلیفۃ المسیح الاول کے ابتدائی سال ہجرت کرکے مستقل سکونت اختیار کرلی۔ان کی شادی نہیں ہوئی۔ وصیت کے مطابق ان کا ترکہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کو ملا ۔

(الفضل ۲۰؍اگست ۱۹۴۵ء صفحہ ۲ ۔از قلم حضرت قاضی محمد ظہورالدین صاحب اکملؔ)

۵...... جناب میاں شیخ محمد الدین صاحب عادل ۔قوم لنگاہ ادرحمہ ۔ شیخاں متصل تخت ہزارہ رانجھا ضلع سرگودھا۔ الفضل ۲۵؍اپریل ۱۹۳۳ء صفحہ ۶ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی مجلس عرفان ۱۸؍اپریل ۱۹۳۳ء بعد نماز عصر کی رپورٹ میں لکھا ہے کہ:

جماعت احمدیہ ادرحمہ ضلع شاہ پور کے ایک نوجوان محمد دین صاحب نے اپنے علاقہ کی زبان میں خود بنائے ہوئے ڈھولے سنائے اور عرض کیا ہمارے علاقہ کے لوگ یہ ڈھولے بہت دلچسپی سے سنتے ہیں اور تبلیغ احمدیت میں ان سے بہت مدد مل رہی ہے''۔

جناب عادل صاحب مرحوم نے ''جٹ چھہ'' کے نام سے اپنے ڈھولے خود شائع کئے اور اس کی اشاعت میں حضرت میاں محمد مراد صاحب سیکرٹری انجمن احمدیہ پنڈی بھٹیاں اور حضرت حکیم غلام مرتضٰی میانی ضلع شاہ پور نے نمایاں حصہ لیا۔

اس کتاب کا دوسرا ایڈیشن میرے چچا جناب میاں عبدالعلیم صاحب جلد ساز وتاجر کتب پروپرائیٹر احمدیہ بک ڈپو قادیان دارالامان (متوفی یکم اپریل ۱۹۹۱ء) نے شائع کئے علاوہ ازیں ان کے تبلیغی ڈھولے نمبر ۲، ۳، ۴ بھی چھپوادئے جیسا کہ آپ کی مرتبہ فہرست کتب ''وَاِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ'' صفحہ ۴۴ سے پتہ چلتا ہے۔

......☆......☆......☆......

دوسرے طبقہ کے دو نامور شعراء

(تقسیم ہند کے بعد)

۱......جناب حامد شاہ صاحب:

آپ نے حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی حیات طیبہ کے روح پرور واقعات ''گلزار احمد'' کے نام سے دلکش پنجابی میں نظم میں کئے جو ضیاء الاسلام پریس ربوہ سے تین حصوں میں شائع ہوئے۔ اس پیاری کتاب کے کاتب وناشر قریشی محمد اسماعیل صاحب مرحوم

باقی صفحہ ۱۰ پر ملاحظہ فرمائیں

fozman foods

BUYING GROUP FOR GROCERS & C.T.N. SHOPS

2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX

TEL: 020 - 8553 3611

خطبہ جمعہ

وہ وقت آتا ہے کہ تیرے ساتھ ایک دنیا ہوگی۔ وہ تیرے سلسلہ کو اور تیری جماعت کو زمین پر پھیلا دے گا۔

اللہ تعالیٰ کی صفت اَلْخَبِیْر کے تعلق میں قرآن مجید، آنحضرت ﷺ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعض پیش خبریوں کا ایمان افروز تذکرہ جو حیرت انگیز طور پر پوری ہوئیں اور ہو رہی ہیں

(سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کا فرمودہ آخری خطبہ جمعہ)

خطبہ جمعہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ علیہ - فرمودہ ۱۸/اپریل ۲۰۰۳ء مطابق ۱۸/شہادت ۱۳۸۱ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريک له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله–

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم– بسم الله الرحمٰن الرحيم –

الحمدلله رب العٰلمين – الرحمٰن الرحيم – مٰلک يوم الدين – إياک نعبد و إياک نستعين –

اهدنا الصراط المستقيم – صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين–

قرآن کریم کی وہ آیات کریمہ جن میں اللہ تعالیٰ کی صفت الخبیر کا ذکر ہے ان پر آج خطبہ ہوگا۔ سورۃ النساء آیت ۹۵ میں ہے:۔

﴿یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا ضَرَبْتُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَتَبَیَّنُوْا وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰٓی اِلَیْکُمُ السَّلٰمَ لَسْتَ مُؤْمِنًا۔ تَبْتَغُوْنَ عَرَضَ الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا۔ فَعِنْدَاللّٰہِ مَغَانِمُ کَثِیْرَۃٌ۔ کَذٰلِکَ کُنْتُمْ مِّنْ قَبْلُ فَمَنَّ اللّٰہُ عَلَیْکُمْ فَتَبَیَّنُوْا۔ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرًا﴾ (سورۃ النساء: ۹۵)

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! جب تم اللہ کی راہ میں سفر کر رہے ہو تو اچھی طرح چھان بین کر لیا کرو اور جو تم پر سلام بھیجے اس سے یہ نہ کہا کرو کہ تُو مومن نہیں ہے۔ تم دنیاوی زندگی کے اموال چاہتے ہو تو اللہ کے پاس غنیمت کے کثیر سامان ہیں۔ اس سے پہلے تم اسی طرح ہوا کرتے تھے پھر اللہ نے تم پر فضل کیا۔ پس خوب چھان بین کر لیا کرو۔ یقیناً اللہ اس سے جو تم کرتے ہو بہت باخبر ہے۔

دوسری آیت ہے:۔ ﴿اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تُتْرَکُوْا وَلَمَّا یَعْلَمِ اللّٰہُ الَّذِیْنَ جَاھَدُوْا مِنْکُمْ وَلَمْ یَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ وَلَا رَسُوْلِہٖ وَلَا الْمُؤْمِنِیْنَ وَلِیْجَۃً۔ وَاللّٰہُ خَبِیْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ﴾ (سورۃ التوبہ: ۱۶)

کیا تم یہ گمان کرتے ہو کہ تم اسی طرح چھوڑ دئے جاؤ گے جبکہ ابھی تک اللہ نے (آزمائش میں ڈال کر) تم میں سے ایسے لوگوں کو ممتاز نہیں کیا جنہوں نے جہاد کیا اور اللہ اور اس کے رسول اور مومنوں کے علاوہ کسی دوسرے کو گہرا دوست نہیں بنایا۔ اور اللہ اس سے جو تم کرتے ہو ہمیشہ باخبر رہتا ہے۔

﴿وَ اِنَّ کُلًّا لَّمَّا لَیُوَفِّیَنَّھُمْ رَبُّکَ اَعْمَالَھُمْ۔ اِنَّہٗ بِمَا یَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ﴾

(سورۃ ہود: ۱۱۲)

اور یقیناً تیرا ربّ ان سب کو ان کے اعمال کا ضرور پورا پورا بدلہ دے گا۔ یقیناً وہ اس سے جو وہ کرتے ہیں ہمیشہ باخبر رہتا ہے۔

پھر سورہ اسراء میں ہے: ﴿قُلْ کَفٰی بِاللّٰہِ شَھِیْدًا بَیْنِیْ وَ بَیْنَکُمْ۔ اِنَّہٗ کَانَ بِعِبَادِہٖ خَبِیْرًا بَصِیْرًا﴾ (سورہ الاسراء: ۹۷)

تو کہہ دے کہ اللہ میرے اور تمہارے درمیان گواہ کے طور پر کافی ہے۔ یقیناً وہ اپنے بندوں سے ہمیشہ باخبر (اور ان پر) گہری نظر رکھنے والا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

''اسی کا تمام بندوں پر تسلّط اور تصرّف ہے اور وہی صاحبِ حکمتِ کاملہ اور ہر یک چیز کی حقیقت سے آگاہ ہے۔ تمام حاجتوں کو اس سے مانگنا چاہئے''۔

(براہین احمدیہ ہرچہار حصص، روحانی خزائن جلد ۱ صفحہ ۵۲۲ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳)

اب میں آئندہ زمانے میں ظاہر ہونے والی ان خبروں کا ذکر کرتا ہوں جن کا قرآن کریم میں بڑی وضاحت کے ساتھ ذکر فرمایا گیا ہے۔

﴿سُبْحٰنَ الَّذِیْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ کُلَّھَا مِمَّا تُنْبِتُ الْاَرْضُ وَمِنْ اَنْفُسِھِمْ وَمِمَّا لَا یَعْلَمُوْنَ﴾ (سورہ یس: ۳۷)

پاک ہے وہ جس نے ہر قسم کے جوڑے پیدا کئے اُس میں سے بھی جو زمین اگاتی ہے اور خود اُن کے نفوس میں سے بھی اور اُن چیزوں میں سے بھی جن کا وہ کوئی علم نہیں رکھتے۔

نزول قرآن کے دوران عربوں کو تو صرف کھجوروں کے نَر اور مادہ کا علم ہوُا کرتا تھا اور ان کو یہ گمان بھی نہیں آ سکتا تھا کہ دوسرے قسم کے پھلوں اور پودوں کے بھی اللہ تعالیٰ نے جوڑے بنا رکھے ہیں۔ یہ آیات دعوی کرتی ہیں کہ کائنات کی ہر چیز جوڑا جوڑا ہے۔ آج کے سائنسدانوں نے اس بات کو بہت گہرائی سے سمجھ لیا ہے کہ ان کی تحقیق کے مطابق نہ صرف ہر زندہ نباتات میں بلکہ مالیکیولز اور ایٹمز میں بھی جوڑے ملتے ہیں۔ یہاں تک کہ Sub-Atomic ذرّات بھی جوڑے جوڑے ہیں اور مادہ یعنی Matter کے مقابل پر ضد مادہ یعنی Anti-matter کا بھی ایک جوڑا ہے۔ گویا اگر ساری کائنات کو سمیٹ دیا جائے تو اس کا مثبت مادہ اس کے منفی مادہ سے مل کر کالعدم ہو جائے گا۔ غرضیکہ جوڑوں کا مضمون ایک لامتناہی مضمون ہے اور توحید کے مضمون کو سمجھنے کے لئے اس مضمون کا سمجھنا بہت ضروری ہے۔

زمین کی سرحدیں پھیلنے اور علمِ طبقات الارض کی ترقی کی خبر: ﴿وَاِذَا الْاَرْضُ مُدَّتْ۔ وَاَلْقَتْ مَافِیْھَا وَ تَخَلَّتْ﴾ (الانشقاق: ۴،۵) اور جب زمین کشادہ کر دی جائے گی۔ اور جو کچھ اس میں ہے نکال پھینکے گی اور خالی ہو جائے گی۔

''اس میں زمین کے پھیلا دیئے جانے کا ذکر ہے۔ ویسے تو زمین اس دنیا میں پھیلائی ہوئی دکھائی نہیں دیتی لیکن نزولِ قرآن کے زمانہ میں انسان کے علم میں صرف آدھی دنیا تھی اور آدھی دنیا امریکہ وغیرہ کی دریافت کے ذریعہ معناً پھیلا دی گئی اور یہی وہ دور ہے جس میں سب سے زیادہ زمین اپنے مدفون رازوں کو اٹھا کر باہر پھینک دے گی، گویا خالی ہو جائے گی۔ یہ نیا سائنسی ترقی کا دور امریکہ کی دریافت سے ہی شروع ہوتا ہے''۔ امریکہ کو ۱۴۹۲ء میں کرسٹوفر کولمبس نے دریافت کیا تھا۔ آسٹریلیا کی دریافت دو مختلف وقتوں میں ہوئی۔

DIVEDE & RULE کے اصول پر حکومتوں کے قیام کی خبر:۔ ﴿وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِی الْعُقَدِ۔ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ﴾ (سورۃ الفلق: ۵، ۶) اور گرہوں میں پھونکنے والیوں کے شر سے۔ اور حاسد کے شر سے جب وہ حسد کرے۔

یہ ایک بہت ہی عظیم الشان پیشگوئی ہے اور ایسی قوموں کے متعلق ہے جن کے اقتدار کا راز Divide & Rule کے اصول پر ہوتا ہے۔ یعنی جن قوموں پر انہوں نے فتح حاصل کرنی ہو، اُن کو آپس میں لڑا کر بے طاقت کر دیتے ہیں اور خود حاکم بن بیٹھتے ہیں۔ اہل مغرب خصوصاً اہل انگلستان نے ساری دنیا پر اسی اصول کے تحت حکومت کی ہے۔ یہ تمام Imperialism کا خلاصہ ہے جس نے دنیا پر قبضہ کرنا تھا۔ اس کے باوجود اسلام ضرور ترقی کرے گا ورنہ ایسی حالت میں کہ وہ نیست و نابود ہو جائے اس پر حسد تو پیدا نہیں ہو سکتا ہے۔ حسد کا مضمون بتاتا ہے کہ اسلام نے بہرحال ترقی کرنی ہے جب بھی وہ ترقی کرے گا، دشمن اس سے حسد کرے گا۔

امن کے نام پر جنگوں کی خبریں:۔ ﴿وَلَبِثُوْا فِیْ کَهْفِهِمْ ثَلٰثَ مِائَةٍ سِنِیْنَ وَ ازْدَادُوْا تِسْعًا﴾ (سورہ الکھف: ٢٦) اور وہ اپنی غار میں تین سو سال کے دوران گنتی کے چند سال رہے اور اس پر انہوں نے مزید نو کا اضافہ کیا۔

غاروں میں جانے والے جو ہیں، ان کو میں نے بھی غاروں میں جا کر دیکھا ہے بڑی حیرت انگیز غاریں ہیں اور ان سے واقعۃً ڈر لگتا ہے کہ کس طرح یہ لوگ جو توحید پرست تھے وہ مشرکین کے ڈر سے زیر زمین چلے گئے اور زیر زمین رہنا اپنے لئے زیادہ پسند کیا بہ نسبت اس کے کہ زمین کی سطح پر رہتے۔ ان کو دیکھ کر خوف آتا ہے اور حیرت ہوتی ہے کس طرح انہوں نے یہ حالت گزاری۔ اس کے متعلق یہ بھی آتا ہے کہ آخر پر جب ان کو خدا تعالیٰ نے فتح نصیب کی تو ان کی قوم میں سے وہ جو مشرک نہیں تھے انہوں نے کہا اب ہم ان کے اوپر کیا بنائیں، تو انہوں نے کہا ہم مسجد بناتے ہیں کیونکہ یہ توحید کے قائل تھے۔

اب پہاڑوں جیسے بلند و بالا سمندری جہازوں کے بننے کی خبر:۔ ﴿وَلَهُ الْجَوَارِ الْمُنْشَئٰتُ فِی الْبَحْرِ کَالْاَعْلَامِ﴾ (الرحمن:٢٥) اور اسی کی (صنعت) وہ کشتیاں ہیں جو سمندر میں پہاڑوں کی طرح بلند کی جائیں گی۔

ان کو کشتیاں کہنا تو غلط ہے وہ پہاڑوں کی طرح بلند سمندری جہاز ہیں۔ یہ الٰہی خبر بڑے بڑے بحری بیڑوں کے بننے سے پوری ہوئی۔

١٨٠٧ء میں Cler Mont کے کامیاب تجربے (جو دریائے ہڈسن امریکہ میں ہوئے) ان سے دخانی جہاز کا آغاز ہوا اور انیسویں صدی کے وسط میں ابتدائی فولادی جہاز بنے۔ دنیا کا ایک عظیم بحری جہاز Titanic جو ١٤/اپریل ١٩١٢ء کو لندن سے نیویارک کے لئے روانہ ہوا تھا۔ اس پر دو ہزار دو سو چھ افراد سوار تھے، ان کا سامان تعیش بھی ساتھ تھا۔ اس پر بڑا دعویٰ تھا ان کا کہ بہت بڑا جہاز ہے اور ان کو خبر نہیں تھی کہ پہلے ہی سفر میں وہ تباہ ہو جائے گا اور اس کا کوئی نشان بھی باقی نہیں رہے گا۔ اس وقت امریکہ عراق پر حملے کرنے کے لئے جو بڑے بڑے بحری جہاز سمندر کے رستے خلیج میں لا رہا ہے یہ اتنے بڑے ہیں کہ ان پر بیک وقت کئی کئی طیارے پرواز کرتے ہیں۔

پھر علم آثار قدیمہ سے متعلق قرآن کریم فرماتا ہے:۔

﴿اَفَلَا یَعْلَمُ اِذَا بُعْثِرَ مَا فِی الْقُبُوْرِ۔ وَحُصِّلَ مَا فِی الصُّدُوْرِ۔ اِنَّ رَبَّهُمْ بِهِمْ یَوْمَئِذٍ لَّخَبِیْرٌ﴾ (سورۃ العادیات: ١٠ تا ١٢) پس کیا وہ نہیں جانتا کہ جب اُسے نکالا جائے گا جو قبروں میں ہے؟ اور وہ حاصل کیا جائے گا جو سینوں میں ہے۔ یقیناً اُن کا ربّ اُس دن ان سے پوری طرح باخبر ہوگا۔

اب آثار قدیمہ کے ذریعے قبروں کو کھود کر جو پرانی باتیں دریافت کی جا رہی ہیں یہ بھی حیرت انگیز مضمون ہے اس سے پہلے آنحضرت ﷺ کے زمانے میں تو سوچا بھی نہیں جا سکتا تھا کہ قبروں کو اکھیڑ کر آثار قدیمہ کے حالات دریافت کئے جائیں گے۔ چنانچہ اب سب دنیا میں آثار قدیمہ کا دور ہے اور حیرت انگیز طور پر پرانے دبے ہوئے زمانوں کے واقعات معلوم کر لیتے ہیں۔

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission

Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years

Free management Service

Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

پھر آگے ہے ﴿وَاِذَا الْقُبُوْرُ بُعْثِرَتْ ۔ عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ وَاَخَّرَتْ﴾ (سورۃ الانفطار: ٥، ٦) اور جب قبریں اکھاڑی جائیں گی۔ ہر نفس کو علم ہو جائے گا کہ اُس نے کیا آگے بھیجا ہے اور کیا پیچھے چھوڑا ہے۔

ان دونوں سورتوں کی مذکورہ آیات میں آخری زمانہ کی ترقیات کی پیشگوئیاں ہیں۔

﴿بُعْثِرَ مَا فِی الْقُبُوْرِ﴾ سے مراد یہ ہے کہ زیر زمین دفن شدہ قوموں کے حالات معلوم کئے جائیں گے۔ اس میں ''علم آثار قدیمہ'' یعنی Archaeology کی غیر معمولی ترقی کی پیشگوئی ہے جو فی زمانہ ہماری آنکھوں کے سامنے پوری ہو رہی ہے۔ ماہرین آثارِ قدیمہ ہزاروں سال پہلے گزری ہوئی قوموں کے حالات اُن کے آثار کے ذریعہ حیرت انگیز طور پر دریافت کر لیتے ہیں۔

اب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے بیان فرمودہ ارشادات آپ کے سامنے رکھتا ہوں جن سے پتہ چلتا ہے کہ آنحضور ﷺ کو خبر دینے والا ایک خبیر و علیم تھا۔

سراقہ بن مالک کے بارہ میں آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی ایک خبر:۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے جب مکہ سے ہجرت فرمائی تو اہل مکّہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے گرفتار کرنے کے لئے سو اونٹ انعام رکھے۔ اس انعام کی لالچ میں سراقہ بن مالک بن جعشم بھی آنحضور ﷺ کی تلاش میں نکلا۔ تین روز غارِ ثور میں قیام کے بعد جب آنحضور ﷺ حضرت ابوبکرؓ کے ساتھ ایک غیر معروف راستے پر جا رہے تھے تو سراقہ نے آنحضرتؐ اور حضرت ابوبکر کو دیکھ لیا اور انعام کے لالچ میں سرپٹ گھوڑا دوڑاتے ہوئے ان کا پیچھا کیا۔ جب قریب پہنچا تو سراقہ کے گھوڑے کی دونوں اگلی ٹانگیں زمین میں دھنس گئیں اور وہ پیٹ کے بل زمین میں دھنس گیا۔ اس پر اس نے فال لی جو اس کے حق میں نہ تھی چنانچہ اس نے رسول اللہ ﷺ سے امان طلب کی۔ آنحضرت ﷺ نے چمڑے کے ایک ٹکڑے پر اسے امان لکھ کر دی۔ جب سراقہ واپس لوٹنے لگا تو آنحضرت ﷺ نے اسے فرمایا: سراقہ اس وقت تیرا کیا حال ہوگا جب تیرے ہاتھوں میں کسریٰ کے کنگن ہوں گے۔ اب اس میں ایک پہلو روایت کا مشکوک ہے وہ یہ ہے کہ آنحضور ﷺ نے چمڑے کے ٹکڑے پر اسے امان لکھ کر دی۔ آنحضورؐ تو لکھنا پڑھنا نہیں جانتے تھے تو اس سے شائد راوی کی یہ مراد ہو حضرت ابوبکر نے وہ امان لکھ کر دی۔ بہرحال اس پر سراقہ نے حیران ہو کر پوچھا کہ کسریٰ بن ہرمز شہنشاہ ایران؟ آپؐ نے فرمایا: ہاں۔

سراقہ کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں۔ کہاں عرب کے صحرا کا ایک بدوی کہاں کسریٰ شہنشاہ ایران کے کنگن! مگر خدا کی قدرت کہ جب حضرت عمر کے زمانے میں ایران فتح ہوا اور کسریٰ کا خزانہ غنیمت میں مسلمانوں کے ہاتھ آیا تو کسریٰ کے کنگن بھی غنیمت کے مال کے ساتھ مدینہ میں آئے۔ حضرت عمرؓ نے سراقہ کو بلایا جو فتح مکّہ کے بعد مسلمان ہو چکا تھا اور اپنے سامنے اس کے ہاتھوں میں کسریٰ کے کنگن جو بیش قیمت جواہرات سے لدے ہوئے تھے، پہنائے۔ تو اس طرح آنحضرت ﷺ نے سراقہ کو جو خوشخبری سنائی تھی وہ بڑی شان سے پوری ہوئی۔

(ملخص از اسد الغابہ۔ذکر سراقہ بن مالک ۔ملخص از سیرت ابن ہشامؒ)

علامہ ابن سعد نے طبقات ابن سعد میں لکھا ہے کہ حضرت عمرؓ نے ہرمز کسریٰ ایران کے زیوارت اور کنگن جب حضرت سراقہ بن مالک کو دیئے اور انہوں نے وہ کنگن اور کسریٰ کا لباس پہنا تو حضرت عمرؓ نے اس پر خدا تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔

ایک روایت میں آتا ہے۔ محمد روایت کرتے ہیں کہ ہم ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس تھے ان کے جسم پر کتّان کے دو کپڑے تھے انہوں نے کتّان کے ایک کپڑے سے ناک صاف کیا اور فرمایا: ''بَخٍ بَخٍ اَبُوْهُرَيْرَة'' واہ واہ ابو ہریرہ! تیری بھی کیا شان ہے کہ تو کتان کے کپڑے سے ناک صاف کر رہا ہے۔ یہ کتّان کے کپڑے ایران کے شہنشاہ کسریٰ کے تھے اور ایران کی فتح پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابو ہریرہ کو بجھوائے تھے۔ کسریٰ نے اس کو زینت کے طور پر رومال کی طرح اپنی جیب میں ٹانکا ہوتا تھا اور اس سے ناک صاف کرنے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا تھا۔ اور حضرت ابو ہریرہ کی شان دیکھیں وہ ناک اس سے صاف کر رہے تھے اور کہہ رہے تھے ''بَخٍ بَخٍ اَبُوْهُرَيْرَة''۔ (بخاری کتاب الاعتصام، باب ماذکر النبی ﷺ و حض علی اتفاق اهل العلم)

حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ میں تو ایسا غریب اور بیکس تھا کہ غربت کی وجہ سے فاقے پڑ جایا کرتے تھے اور ان فاقوں کی وجہ سے میں بیہوش ہو جایا کرتا تھا اور لوگ سمجھا کرتے تھے کہ اس کو مرگی کا دورہ پڑا ہے اور میری گردن پر پاؤں بھی رکھ دیتے تھے۔ اس وقت صرف

آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو میرے حال کا علم ہوا تھا۔ میں نے ہر آنے والے سے یہ سوال بھی کیا کہ بتاؤ کہ اس آیت کا کیا مطلب ہے وَیُؤْثِرُوْنَ عَلٰی اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ کَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ کہ وہ اپنے نفس پر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں خواہ ان پر غربت، تنگی ہو۔ اس پر وہ تفسیر بیان کر کے آگے چل پڑتے تھے گویا مجھے پتہ نہیں تھا۔ یعنی حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں کہ اس طرح تفسیر بیان کیا کرتے تھے کہ جیسے مجھے علم نہ ہو۔ آنحضرت صلی اللہ وعلیٰ آلہ وسلم نے یہ بات سن لی آپ باہر تشریف لائے اور فرمایا ابوہریرہ بہت بھوکے لگتے ہو۔ ابوہریرہ نے عرض کی یا رسول اللہ سچ فرماتے ہیں۔ آپ نے فرمایا اچھا پھر دیکھو اور بھی بہت سے بھوکے ہوں گے ان کا پتہ کرو۔ ابوہریرہ بڑے حیران ہوئے کہ میرے ایک کے پیٹ بھرنے کے لئے تو رسول اللہ ﷺ کے پاس دودھ آیا ہے اب اتنے بھوکوں کے لئے یہ کیسے کافی ہوگا مگر آنحضورؐ کا ارشاد تھا آپ نے کھلے بندوں اعلان کیا اور کوئی بھوکا ہو تو آجائے، بہت سے بھوکے اکٹھے ہوگئے۔ گویا اصحاب کھف کا زمانہ تھا غربت کے مارے برا حال تھا لوگوں کا تو بھوکے جب اکٹھے ہوگئے تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ان کو اس طرح بٹھایا کہ اپنے دائیں طرف دوسرے بھوکوں کو بٹھایا اور آخر پر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو۔ دودھ کا ایک پیالہ تھا آپ نے پہلے جہاں سے دائیں طرف سے شروع کیا اور کہا دودھ پیو۔ پینے والے نے خوب پیا، آپ نے کہا اور پیو، حضرت ابوہریرہ نے کہا میں تو مارا گیا۔ اس نے اور پیا تو کچھ بھی نہیں بچے گا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا پیو۔ وہ پیتا رہا یہانتک کہ اس نے کہا اب تو مجھے ڈر ہے کہ میرے ناخنوں سے دودھ پھوٹ پڑے گا۔ اس کے بعد وہ پیالہ گھومتا گھومتا بالآخر آنحضرت ﷺ کے پاس پہنچا۔ اس وقت پتہ چلا کہ رسول اللہ سب سے زیادہ بھوکے تھے۔ ابوہریرہؓ کے ساتھ بھی یہی ہوا۔ کہ جب ابوہریرہ سے کہا کہ پیو اور پیو تو اس نے کہا یا رسول اللہ! اب تو بالکل گنجائش نہیں رہی۔ تب حضورؐ نے وہ پیالہ اپنے ہونٹوں سے لگایا اور وہ پیالہ خالی ہوگیا۔

رؤساءِ قریش کے قتل ہونے کی جگہیں آنحضرت ﷺ نے کشفاً دیکھ لی تھیں۔ یہانتک کہ آپ ان سب کے متعلق یہ بتاتے تھے کہ فلاں فلاں ظالم اور غاصب فلاں جگہ قتل ہو کے گرے گا۔ ایک دوسری روایت میں آتا ہے کہ زمین پر نشان بھی لگا دیئے تھے۔ صحابہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے جس جس جگہ نشان بنائے تھے وہیں وہ گر گر کے مارے گئے۔ (صحیح بخاری۔ سیرت ابن ہشام۔ طبقات ابن سعد)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ روایت کرتے ہیں کہ جب رسول کریم ﷺ غزوہ تبوک پر تشریف لے گئے تو کچھ لوگ پیچھے رہ گئے۔ صحابہ رضوان اللہ علیہم نے عرض کیا کہ فلاں شخص پیچھے رہ گیا ہے۔ تو آپ نے فرمایا اس کو اس کے حال پر چھوڑ دو۔ اگر اس میں بھلائی ہوگی تو خدا تم کو اس سے ملا دے گا۔ ورنہ اللہ تعالیٰ تم کو اس سے نجات دے دے گا۔ یہانتک کہا گیا تھا کہ ابوذر پیچھے رہ گئے ہیں کیونکہ ان کا اونٹ سست تھا۔ آپ نے فرمایا کہ چھوڑو اگر اس میں بھلائی ہوگی تو خدا تم کو اس سے ملا دے گا ورنہ اللہ تعالیٰ تم کو اس سے نجات دے دے گا۔

حضرت ابوذرؓ اپنے اونٹ کو اس کی سست رفتاری کی وجہ سے ملامت کرتے رہے اور جب دیکھا کہ نہیں مانتا تو اپنا سامان اپنی پیٹھ پر لادا اور رسول اللہ ﷺ کے پیچھے چل پڑے۔ ایک مقام پر رسول اللہ ﷺ نے پڑاؤ فرمایا اور مڑ کر دیکھا تو ابوذر چلے آرہے تھے۔ آپ نے بڑی خوشی سے فرمایا کہ ابوذر آئے۔ آپ نے فرمایا اللہ ابوذر پر رحم کرے۔ اکیلا چلتا ہے، اکیلا ہی فوت ہوگا اور اکیلا ہی اُٹھایا جائے گا۔ پھر زمانے نے پلٹا کھایا۔ حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ربذہ نامی جگہ پر جا کر رہنے لگے اور بالآخر وہیں وفات ہوئی۔

آپ کی وفات کا علم حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کو ہوا تو انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے سچ فرمایا تھا کہ ابوذرؓ اکیلا چلتا ہے اور اکیلا ہی فوت ہوگا اور اکیلا ہی اٹھایا جائے گا۔

حضرت عدی بن حاتمؓ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ایک شخص آپ کے پاس آیا اور اپنے فاقے کی شکایت کی۔ پھر ایک اور شخص آیا اور راہزنی کی شکایت کی۔ اس پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے عدی! کیا تم نے حیرہ نامی شہر دیکھا ہے؟ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! دیکھا نہیں سنا ہے۔ آپ نے فرمایا اگر تمہاری زندگی ہوئی تو تم ضرور دیکھو گے کہ ایک مسافر عورت حیرہ سے چلے گی اور خانہ کعبہ کا طواف کرے گی اور خدا کے سوا کسی سے بھی نہیں ڈرے گی۔ (حضرت عدی بن حاتم کہتے ہیں کہ میں نے خیال کیا کہ اگر یہ بات ہونی ہے تو پھر طیی قبیلہ کے بدکار لوگ کہاں جائیں گے جن کا کام ہی ملک میں آگ لگانا ہے)۔ اور اگر تیری عمر لمبی ہوئی تو تم ضرور دیکھو گے کہ کسریٰ کے خزانے کھولے جائیں گے۔ میں نے عرض کی کہ کسریٰ بن ہرمز؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں کسریٰ بن ہرمز۔ پھر فرمایا: اور اگر تمہاری عمر لمبی ہوئی تو تم ضرور دیکھو گے کہ ایک شخص مٹھی بھر سونا یا چاندی دینے کے لئے نکلے گا اور اسے قبول کرنے والا نہ پائے گا۔...... عدیؓ کہتے ہیں کہ میں نے مسافر عورت کو حیرہ سے اکیلے سفر کر کے خانہ کعبہ کا طواف کرتے ہوئے دیکھا ہے اور خدا کے سوا اسے کسی کا خوف نہ تھا۔ اور میں وہ شخص ہوں جس نے کسریٰ بن ہرمز کے خزانے کھولے۔ پھر بالمقابل شخص کو مخاطب کر کے کہا اور اگر تمہاری زندگی لمبی ہوئی تو تم ضرور دیکھو گے جو ابوالقاسم ﷺ نے فرمایا تھا کہ ایک شخص مٹھی بھر سونا چاندی دینے کے لئے نکلے گا اور اسے قبول کرنے والا نہ پائے گا۔ (بخاری کتاب المناقب باب علامات النبوة)۔ صحابہ رضوان اللہ علیہم پر ایک بہت ہی آسانی کا زمانہ بھی آیا جبکہ بیشمار دولت تھی اور یہ امر واقعہ ہے کہ آپ جب کسی کو بھی دینا چاہتے تھے تو وہ قبول نہیں کیا کرتا تھا۔ رات کے اندھیرے میں بعض دفعہ ایک صحابی کے متعلق آتا ہے کہ وہ نکلے کہ چھپ کے میں دوں گا تو جس کو وہ بھیک دی وہ امیر تھا۔ اس نے لینے سے انکار کر دیا، اسی طرح بار بار آپ کوشش کرتے رہے مگر کسی نے وہ بھیک قبول نہ کی۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی تمام پیشگوئیاں بڑی شان سے پوری ہوئیں۔

ایک موقعہ پر آنحضرت ﷺ اُحد پہاڑ پر چڑھے تو اُحد پہاڑ پہ لرزا طاری ہوا، زلزلہ سا آیا۔ آنحضورؐ نے اپنا پاؤں اس پہ مارا اور فرمایا تجھ پر ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہیدوں کے سوا کوئی نہیں۔ (مسند احمد بن حنبل مسند العشرة المبشرين بالجنة) اب اس سے پتہ چلتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو معلوم تھا کہ حضرت ابوبکر صدیق شہید نہیں ہوں گے اور اس کے علاوہ دو اور خلفاء جو ساتھ تھے جنہوں نے خلفاء بننا تھا وہ شہید ہوں گے۔

ایک موقع پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا حضرت علیؓ کی داڑھی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہ اس داڑھی کو خون سے رنگا جائے گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آئندہ زمانے میں ظاہر ہونے والے جن واقعات کی خبر دی ہے ان کے چند نمونے:۔

ڈپٹی عبداللہ آتھم ایک معاند عیسائی تھا جو اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے خلاف انتہائی زبان درازی کیا کرتا تھا۔ اس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ اسلام اور عیسائیت کی صداقت کے بارہ میں پندرہ دن مباحثہ کیا۔ حضور کو الہاماً بتایا گیا کہ اس بحث میں دونوں فریقوں میں سے جو فریق عمداً جھوٹ کو اختیار کر رہا ہے اور سچے خدا کو چھوڑ رہا ہے اور عاجز انسان کو خدا بنا رہا ہے وہ انہی دنوں مباحثہ کے لحاظ سے یعنی فی دن ایک مہینہ لے کر پندرہ دن تک ہاویہ میں گرایا جائے گا اور اس کو سخت ذلّت پہنچے گی بشرطیکہ حق کی طرف رجوع نہ کرے"

آتھم اتنا خوفزدہ ہوگیا کہ وہ ایک شہر سے دوسرے شہر میں دوڑے پھرتا تھا اور اس کو بہت خوفناک آدمی نظر آتے تھے جو خنجر لے کر اس پر حملہ آور ہوتے تھے اور ڈر کے مارے وہ توبہ کیا کرتا تھا کانوں کو ہاتھ لگاتا تھا کہ میں نے تو محمدؐ رسول اللہ کو کبھی گالی نہیں دی۔ لیکن آخر وہ وقت گزر گیا اور وہ پھر شیر ہوگیا اس نے پھر اعلان کر دیا کہ میں نے جو کچھ بھی کہا تھا وہ خوف کے اثر سے کہا تھا اب میں ایسا نہیں کرتا۔ اس پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ وہ قسم کھا کر وہ اعلان کرے کہ میں خوفزدہ تھا اس لئے مجھ سے یہ باتیں ہوئیں میں ابھی بھی آنحضرت ﷺ کی تضحیک کرتا ہوں۔ اگر اس نے اب یہ قسم نہ بھی کھائی تو وہ ہاویہ میں گرایا جائے گا اور کوئی طاقت بھی اس کو اب روک نہیں سکتی مرنے سے۔ ذلت کی موت وہ مارا جائے گا چنانچہ وہ اسی طرح ذلت کی موت مارا گیا اور فیروزپور میں اس کی لاش دفن ہوئی۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

"کیا وہ خون کا مقدمہ جو میرے قتل کرنے کے لئے مارٹن کلارک کی طرف سے عدالت کپتان ڈگلس میں پیش ہوا تھا۔ وہ اس مقدمہ سے کچھ خفیف تھا جو محض مذہبی اختلاف کی وجہ سے نہ کسی خون کے اتّہام سے یہودیوں کی طرف سے عدالت پیلاطوس میں دائر کیا گیا تھا۔ مگر چونکہ خدا زمین کا بھی بادشاہ ہے جیسا کہ آسمان کا اس لئے اس نے اس مقدمہ کی پہلے سے مجھے خبر دے دی کہ یہ ابتلا آنے والا ہے اور پھر خبر دے دی کہ میں تم کو بَری کروں گا اور وہ خبر صدہا انسانوں کو قبل از وقت سنائی گئی اور آخر مجھے بَری کیا گیا۔ پس یہ خدا کی بادشاہت تھی جس نے اس مقدمہ سے مجھے بچا لیا جو مسلمانوں ہندوؤں اور عیسائیوں کے اتفاق سے مجھ پر کھڑا کیا گیا تھا"۔ (کشتیٔ نوح صفحہ ۳۴، ۳۵)

اس پر جج نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو فرمایا تھا کہ اگر آپ چاہتے ہیں تو ان لوگوں پر اب مقدمہ کر دیں جنہوں نے آپ پر جھوٹا دعویٰ کیا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا میرا مقدمہ آسمان پر ہے۔

اب طاعون کی وباء کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خواب میں دکھایا گیا تھا کہ پنجاب کے علاقے میں سیاہ رنگ کے بدشکل خوفناک چھوٹے قد کے پودے لگا رہے ہیں۔ حضورؑ کے دریافت کرنے پر فرشتوں نے کہا کہ طاعون کے درخت ہیں جو عنقریب ملک میں پھیلنے والی ہے۔ چنانچہ پنجاب میں طاعون اتنی شدّت سے حملہ آور ہوئی کہ ایک ایک ہفتے میں تیس تیس ہزار آدمی اور ایک ایک سال میں کئی لاکھ آدمی مر گئے۔ اور یہ سالہا سال تک وبا جاری رہی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو یہ خبر بھی دی گئی کہ اِنِّیْ اُحَافِظُ کُلَّ مَنْ فِی الدَّارِ۔ میں تیرے گھر کی مادی اور روحانی چار دیواری میں موجود تمام لوگوں کی حفاظت کروں گا۔ حضور نے اپنی کتاب کشتی نوح میں اپنی جماعت کو طاعون کا ٹیکہ لگانے سے بھی منع فرمایا تھا تا کہ یہ نشان مشتبہ نہ ہو جائے۔ چنانچہ حضورؑ نے بڑی تحدّی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے اس نشان کو تمام دنیا میں شائع فرمایا۔ اور ایک موقع پر فرمایا کہ اگر میرے گھر میں ایک چوہا بھی طاعون سے مرے گا تو میں اپنے دعویٰ میں جھوٹا ہوں۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نشان اس شان سے پورا ہوا ہے کہ تمام پنجاب میں ایک بھی مخالف مولوی اس وقت ایسا نہیں تھا جو یہ کہتا ہو کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دشمن تو بچ گئے اور ساتھی مارے گئے یا مرید مارے گئے۔ یہاں تک حالت ہو گئی تھی کہ ان کے مردوں کو دفنانے کے لئے کوئی تیار نہیں ہوتا تھا۔ ایک گاؤں کے اکثر لوگ مر گئے طاعون سے اور سوائے احمدیوں کے کوئی نہ بچا۔ چنانچہ احمدیوں کو یہ توفیق ملتی تھی کہ وہ جا کے ان غیر احمدیوں کے مردے بھی دفن کیا کرتے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کے متعلق فرماتے ہیں کہ طاعون کے زمانے میں اس کثرت سے ڈاک آتی تھی بیعت کی کہ ڈاکیا تھک جایا کرتا تھا اور کئی کئی پھیرے لگانے پڑتے تھے۔ میں نے حساب لگایا ہے۔ لاکھوں احمدی جو ہوئے ہیں پنجاب میں وہ طاعون کے زمانے میں ہی ہوئے ہیں۔ اور دشمن اب جو مرضی کہے۔ اس زمانے میں اس کو یہ جرأت نہیں ہوتی تھی کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کہہ سکے کہ دیکھو لو طاعون نے تمہارے مریدوں کا بھی وہی حال کیا ہے جو منکرین کا کیا ہے۔

مولوی محمد علی صاحب کے متعلق روایت آتی ہے کہ وہ بیمار ہو گئے اور خطرہ ہوا کہ ان کو طاعون ہو گیا ہے بلکہ طاعون کی گلٹی بھی ظاہر ہو گئی اور ایسی گلٹی ظاہر ہوئی کہ معلوم ہوتا تھا کہ اب جان جانے والی ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل جو ایک حاذق حکیم تھے آپ نے ہر دوا کی لیکن کوئی فائدہ نہ ہوا اور بخار تھا کہ آسمان سے باتیں کر رہا تھا۔ مولوی محمد علی صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس کہلا کے بھجوایا کہ آپ یہاں تشریف لے آئیں آخری وقت ہے، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کوئی پرواہ نہیں کی کہ اگر طاعون ہے تو کہیں مجھے نہ ہو جائے آپ سیدھا ان کے پاس گئے اور جا کر ماتھے پر ہاتھ لگا کے فرمایا کیا بخار؟ کوئی بھی نہیں۔ مجھے تو کوئی بخار دکھائی نہیں دیتا۔ اس وقت حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُٹھ کر جا کے دیکھا تو ایک دم سب غائب ہو چکا تھا اور گلٹیاں بھی دب گئیں تھیں۔

اب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا علم غیب خدا تعالیٰ سے پانے کا ایک اور واقعہ

الوئے ویرہ

:۔ حضرت میاں فضل محمد صاحبؓ ہرسیاں والے حافظ حامد علی صاحبؓ سے روایت کرتے ہیں کہ:۔ ایک دفعہ مجھے حضرت اقدس نے ایک کام کے لئے ایک غیر ملک میں بھیجا۔ ایک مقررہ جہاز پر روانہ ہوا۔ جب جہاز نصف سفر طے کر چکا تو سمندر میں سخت طوفان اٹھا یہانتک کہ لوگ چلّانے لگے اور کپتان نے اعلان کر دیا کہ اب یہ جہاز غرق ہونے والا ہے اس لئے اپنی آخری دعائیں کر لو۔ کہتے ہیں:۔ میں نے بڑے زور سے دعویٰ کیا میں پنجاب سے آیا ہوں اور میں ایسے شخص کے کام کو جا رہا ہوں جسے خدا نے اس زمانہ کا نبی بنا کر بھیجا ہے۔ اس لئے جب تک میں اس جہاز میں سوار ہوں۔ خدا تعالیٰ اس جہاز کو غرق نہیں کرے گا۔ چنانچہ خدا تعالیٰ نے اس حالت کو بدل دیا۔ اور جہاز طوفانی حالت سے نکل کر خیریت سے کنارے جا لگا اور میں اپنی جگہ پر اُتر گیا۔ اب یہ دلچسپ روایت ابھی باقی ہے۔ اب اتار کے ان کو جہاز آگے روانہ ہو گیا لیکن تھوڑی ہی دور گیا تھا پھر غرق ہو گیا۔ جب یہ اطلاع حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ملی کہ جس جہاز پر حامد علی سوار تھا وہ غرق ہو گیا ہے۔ حضور نے فرمایا: ہاں سنا تو ہے کہ جس جہاز پر حامد علی سوار تھا وہ فلاں تاریخ کو غرق ہو گیا ہے۔ یہ کہہ کر حضورؑ خاموش ہو گئے لیکن تھوڑی دیر کے بعد فرمایا مگر حامد علی اپنا کام کر رہا ہے وہ غرق نہیں ہوا۔ بعد کے واقعات نے حضور کے اس ارشاد کی تائید کی۔ معلوم ہوتا ہے کہ حضورؑ نے کشفی طور پر سارا واقعہ دیکھ لیا تھا۔ (الحکم جلد ۳۸ نمبر ۲۔ بتاریخ ۲۱/جنوری ۱۹۳۵ء صفحہ ۵)

شیخ زین العابدین صاحب برادر حضرت حافظ حامد علی صاحب کی روایت ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ ”حافظ حامد علی کی نسبت تو مجھے الہام بھی ہو چکا ہے کہ یہ زندہ آئے گا اور فائدہ حاصل کر کے آئے گا۔ (رجسٹر روایات صحابہ جلد ۱۱ صفحہ ۴۵)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

ایک دفعہ نواب علی محمد خان مرحوم رئیس لدھیانہ نے میری طرف خط لکھا کہ میرے بعض امورِ معاش بند ہو گئے ہیں۔ آپ دعا کریں تا وہ کھل جائیں۔ جب میں نے دعا کی تو مجھے الہام ہوا کہ کھل جائیں گے۔ میں نے بذریعہ خط ان کو اطلاع دے دی۔ پھر صرف دو چار دن کے بعد وہ وجوہِ معاش کھل گئے اور ان کو بشدّت اعتقاد ہو گیا۔ پھر ایک دفعہ انہوں نے بعض اپنے پوشیدہ مطالب کے متعلق میری طرف ایک خط روانہ کیا۔ وہ خط جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ملا تو ساتھ ہی ان پوشیدہ مطالب کا بھی خدا تعالیٰ نے آپ پر اظہار فرما دیا۔ اب ان کی طرف سے تو ڈاک میں جا چکا تھا۔ ان کو تو پتہ نہیں تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو، اللہ تعالیٰ جو سب حالات کو جانتا ہے اس نے خبر کر دی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جواباً لکھا کہ آپ کے یہ یہ پوشیدہ مطالب تھے اور مجھے میرے خدائے خبیر نے بتا دیئے ہیں۔ اس لئے آپ کی رازکی کوئی بات نہیں رہی۔ اس کے بعد ان کا اعتقاد اتنا بڑھا کہ اسی محبت کی حالت میں ان کی وفات ہوئی۔

(حقیقۃ الوحی۔ روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۲۵۷ تا ۲۵۸)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

”براہین احمدیہ کے زمانہ میں جب براہین احمدیہ چھپ رہی تھی۔ میں صرف اکیلا تھا۔ کون ثابت کر سکتا ہے کہ اُس وقت میرے ساتھ کوئی ایک بھی تھا۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ جبکہ خدائے تعالیٰ نے پچاس سے زیادہ پیشگوئیوں میں مجھے خبر دی تھی کہ اگرچہ تو اس وقت اکیلا ہے مگر وہ وقت آتا ہے کہ تیرے ساتھ ایک دنیا ہو گی۔ اور پھر وہ وقت آتا ہے جو تیرا اس قدر عروج ہو گا کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے کیونکہ تو برکت دیا جائے گا۔ خدا پاک ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ وہ تیرے سلسلہ کو اور تیری جماعت کو زمین پر پھیلائے گا اور انہیں برکت دے گا اور بڑھائے گا اور اُن کی عزت زمین پر قائم کرے گا جب تک کہ وہ اس کے عہد پر قائم ہوں گے“۔

(تحفۃ الندوہ۔ روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۹۷)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کشفاً وہ بادشاہ دکھائے بھی گئے اور جب میں نے دورہ کیا تھا افریقہ کا تو میں نے بھی افریقہ میں گھوڑوں پہ سوار ان بادشاہوں کو دیکھا مگر کہاں وہ بیچارے افریقہ کے بادشاہ اور کہاں وہ بادشاہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو دکھائے گئے تھے جن کی شان سب دنیا میں پھیلی ہوئی تھی اور ساری دنیا پر ان کی سلطنت تھی۔

☆☆☆☆☆..................☆☆☆☆☆

ہمارے روحانی باپ ۔ حضرت خلیفۃ المسیح

(پروفیسر سیدہ نسیم سعید ۔ لاہور)

دنیا میں یوں تو کروڑوں لوگ آتے ہیں اور چلے جاتے ہیں جن کو کوئی یاد بھی نہیں کرتا ۔ لیکن بعض وجود ایسے ہوتے ہیں جو ہمیشہ یاد رکھے جاتے ہیں ۔ یہ خدا تعالیٰ کے خاص مقرب برگزیدہ اور چنیدہ لوگ ہوتے ہیں جیسے انبیاء اور ان کے خلفاء جن کی معطر یادیں انسانی ذہنوں میں ہمیشہ تازگی و شگفتگی اور زندگی پیدا کرتی رہتی ہیں ۔ جن کی اعلیٰ تعلیمات ، جن کے قیمتی اقوال اور جن کے حسن سلوک کے نمونے قابل تقلید اور قابل ستائش ہوتے ہیں ، جن کی شفقتیں اور محبتیں باپ سے بڑھ کر ہوتی ہیں ۔ ایسے ہی ایک انتہائی پیارے وجود سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابعؒ تھے ۔

آپ افراد جماعت کے لئے ایک شفیق باپ تھے بلکہ باپ سے بڑھ کر باپ ۔ جسمانی باپ کا دل تو صرف اپنی اولاد کے لئے فکرمند اور بے چین اور ان کی فلاح و کامیابی کے لئے دعا گو ہوتا ہے ۔ مگر خلیفۃ المسیح تو تمام جماعت کا باپ ہوتا ہے اس کو تو تمام افراد جماعت کی بھلائی اور خیر مطلوب ہوتی ہے ۔ افراد جماعت اپنی فکریں ، اپنے غم حضور کی جھولی میں ڈال کر خود مطمئن ہو جاتے کہ اب ہمارے درد کا مداوا ہو جائے گا اور خلیفۃ المسیح سب کی فکریں ، سب کے غم سمیٹتے ہوئے فرماتے ہیں ؎

تمہارے درد و الم سے تر ہیں میرے سجود و قیام کہنا

مزید تسلی دیتے ہوئے فرماتے ہیں ؎

میرے آنسو تمہیں دیں رمِ زندگی
دور تم سے کریں ہر غمِ زندگی

اور پھر فکروں پریشانیوں میں گھرے ہوئے لوگوں کو ایسی محبت اور پیار کے تسلی اور دعاؤں کے خط لکھتے جو خدا تعالیٰ کے فضل سے زخمی دلوں پر مرہم کا باعث بنتے اور آپ کی دعائیں خدا تعالیٰ کے حضور مقبول ہوتیں ہیں اور پھر یہ خطوط ان لوگوں کا سرمایۂ حیات بن جاتے ہیں ۔

کبھی نئے سے نئے عالمی مسائل پیش آتے ہیں اطراف و جوانب سے اچھی اور بُری خبریں ملتی ہیں تو فرماتے ہیں ؎

ہر روز نئے فکر ہیں ہر شب ہیں نئے غم
یارب یہ میرا دل ہے کہ مہمان سرا ہے

کبھی شفیق باپ سے بڑھ کر ان کی خوشیوں میں مسرور شاداں ہیں اور فرماتے ہیں ؎

تمہاری خوشیاں جھلک رہی ہیں میرے مقدر کے زائچے میں

اور کبھی فرماتے ہیں ؎

تمہاری خاطر ہیں میرے نغمے ، میری دعائیں تمہاری دولت

اور کبھی اپنی روحانی اولاد کی اعلیٰ روحانی و اخلاقی تربیت کی فکر لاحق ہوتی ہے اس لئے منصوبہ بندی کرتے ہیں ، افراد جماعت کے ہاتھوں دین اسلام اور احمدیت کا مستقبل روشن دیکھنا چاہتے ہیں ان کو تلقین عمل نہایت پیارے انداز میں کرتے ہوئے کہتے ہیں ؎

ہو تمہی کل کے قافلہ سالار
آج بھی ہو تمہی امام چلو
آگے بڑھ کے قدم تو لو دیکھو
عہدِ نَو ہے تمہارے نام چلو

پھر منزلوں کی راہنمائی کرتے ہوئے فرماتے ہیں ؎

نور کی شاہراہوں پہ آگے بڑھو سال کے فاصلے لمحوں میں طے کرو

پھر یقین دلاتے ہوئے فرماتے ہیں ؎

کلید فتح و ظفر تھمائی تمہیں خدا نے اب آسماں پر
نشانِ فتح و ظفر ہے لکھا گیا تمہارے ہی نام کہنا

پھر مزید مہمیز دیتے ہوئے فرماتے ہیں ؎

خوں بڑھے میرا تم جو ترقی کرو
قرۃ العین ہو سارباں کے لئے

کیونکہ اے پیارے افراد جماعت تم اور مَیں تو ایک ہی وجود ہیں ؎

الگ نہیں کوئی ذات میری تم ہی تو ہو کائنات میری

اپنی محبت کرنے والی روحانی اولاد سے خوش ہو کر فرماتے ہیں :

کوئی احمدیوں کے امام سے بڑھ کر کیا دنیا میں کوئی غنی ہوگا
ہیں سچے دل اس کی دولت اخلاص اس کا سرمایہ ہے

پیارے خدا نے اپنے پیارے بندے کی تائید و نصرت کے لئے ایم ٹی اے کا اعجازی نشان دیا اور اس ہمارے پیارے باپ نے اپنے پیارے خدا کے کلام سے محبت پیدا کرنے کے لئے تراجم قرآن کی کلاسیں لگائیں ۔ جماعت کے نوجوانوں لڑکے اور لڑکیوں ، بچوں بڑوں سب کی روحانی اور اخلاقی جلا کے لئے مجالس سوال و جواب ہر زبان میں لگائیں اور وہ جو عدم تربیت یافتہ نوجوان ہجرت کے وقت ملے تھے ، جو شعائر اللہ سے بھی ناواقف تھے ، جن کو بات کرنے کا سلیقہ طریقہ بھی نہیں تھا ان کو بااخلاق اور باخدا بنادیا ۔ سبحان اللہ ۔

پھر یہ پیارا باپ نہ صرف روحانی شفا دیتا رہا بلکہ جسمانی شفا میں بھی مسیحائی دکھاتا رہا ۔ ہمارا دن تو چوبیس گھنٹے کا ہوتا ہے لیکن حضور کا دن ہفتوں مہینوں بلکہ سالوں کا ہوتا تھا جو کام آپ ایک دن میں کرتے وہ ایک آدمی مہینوں کیا سالوں میں بھی نہیں کرسکتا ۔ ؎

تحسین تیری عمر کہ جس عمر میں تو نے
صد خضر کی عمروں سے سوا کام کیا ہے

تاریخ احمدیت حضور کے سنہری کارناموں کو سنہری حروف میں محفوظ کرے گی ۔

اس پیارے باپ کے احسانات اس کی شفقتیں ، محبتیں ، دعائیں افراد جماعت کے سینوں میں باہر آنے کے لئے مچل رہی ہیں جن کا ذکر ہونا نہایت ضروری ہے ۔ هَل جَزَاءُ الْاِحْسَان اِلَّا الْاِحْسَان ۔

وہ عظیم باپ جو جماعت کے لئے ہر آڑے وقت میں دعا ہی دعا بن جاتا تھا ۔ اور جب اپنے غم واندوہ کی گھڑی آتی ہے اور پیاری شریک حیات کی وفات ہوتی ہے تو ان کا غم اکیلے ہی برداشت کرنے کی سعی کی ۔ اپنی جسمانی اولاد کو بھی تسلیاں دیں کہ دیکھو بلانے والا ، جانے والے سے زیادہ پیارا ہے ۔ اس لئے اس کی تقدیر پر راضی رہو ۔

پوری جماعت حضور کے دلی غم کا اندازہ کر کے بے چین ، بے قرار اور اشکبار تھی اور حضور ان کو تسلّی و تشفّی دیتے اور فرماتے کہ اب تعزیت کے خطوط نہ لکھیں ، مجھے آپ کے رنج و غم کا اندازہ ہے ۔ ؎

سُکھ بانٹتے پھرتے تھے مگر کتنے دُکھی تھے
بے چارگی ُغم میں بچاروں کے سہارے

ہمارا شفیق باپ دو مرتبہ شدید بیمار ہوا کہ ڈاکٹر حیران و پریشان تھے کہ کیا کریں ۔ ان کے ہاتھ سے معاملہ نکلتا رہا لیکن آپ کی روحانی اولاد گھروں میں ، مساجد میں ، خدا تعالیٰ قادر و توانا شافی مطلق کے آگے ایسے کہرام مچاتی رہی ، ایسے گریہ وزاری کرتی رہی جیسے ذبح کی جارہی ہو ۔ ایسے صدقہ و خیرات کرتی رہی جیسے اپنی جانیں بھی اس راہ میں قربان کرنے کو تیار ہو اور ہر دفعہ یہ دعائیں یہ صدقہ و خیرات عرش معلّی پر مقبول ہوتی رہیں اور حضور کے اپنے ہی شعر کے مطابق ؎

ترا فنا کے افق سے پلٹ پلٹ آنا
دعا کے دوش پہ نبضوں کا زیر و بم اعجاز

اور حضور معجزانہ طور پر پہلے سے بھی بڑھ کر فعال ہو گئے اور جانا ہوا تو اس دفعہ اللہ تعالیٰ نے جماعت کو غیر معمولی دعاؤں اور صدقہ و خیرات کی مہلت بھی نہ دی اور حکمِ خدا سے اچانک قضا کے فرشتے پیار سے گود میں لپک کر لے گئے ۔ اور جیسے قبل از وقت حضور کو بھی اپنے جانے کا پتہ چل گیا ہو ۔ ۱۸/اپریل کو خطبہ بھی بھرپور صحت سے دیا ، مجلس عرفان میں بھی کھلکھلا کر ہنستے رہے ۔ پھر مغرب عشاء کی نمازیں بھی مسجد میں پڑھائیں ۔ جیسے کوئی کسی انتہائی پیارے سے ملنے کے لئے جاتا ہے تو خوشی سے پھولا نہیں سماتا ۔ اسی طرح حضور فعال اور خوش و خرم چلے گئے جس کی آپ ہمیشہ دعا کرتے تھے ۔

غمگین دلوں پر پیار و محبت ، ہمدردی اور دعاؤں کے پھاہے رکھنے والا شفیق و رحیم روحانی باپ ہم کو روتا بلکتا چھوڑ کر ہم سے جدا ہو گیا ۔

اے پیارے خدا ! ہمارے محسن ، ہمارے پیارے آقا ، ہمارے پیارے حضور کو حضور نبی اکرم ﷺ کے قدموں میں حضرت مسیح موعودؑ ، حضرت مصلح موعودؓ کے قرب میں جگہ دینا ۔ حضور کی اپنی دعائے خاص کے مطابق رَاضِيَةً مَّرْضِيَّة ، تو نے اپنی اعلیٰ جنتوں میں یقیناً ان کو جگہ دی ہوگی ۔ جن اعلیٰ منازل کی طرف حضور جماعت کو لے جارہے تھے خدا کرے ان کی فتح و ظفر کی بشارتیں روزانہ ملتی رہیں ۔

خلافت کا نظام کس قدر بابرکت ہے ۔ جسمانی باپ کی موت کے بعد اولاد یتیم اور بے سہارا ہو جاتی ہے ۔ پریشانی اور خوف کی آندھیاں گھیر لیتی ہیں ۔ لیکن یہ کیسا پیارا سلسلہ اور کتنا پیارا نظام ہے ۔ ایک انتہائی شفیق باپ داغ مفارقت دیتا ہے جماعت کی جماعت زلزلہ یتیمی سے متاثر ہوتی ہے ۔ شفیق باپ کی یادیں اشکبار اور دلفگار کرتی ہیں ۔ اس کی محبت اور حسن و احسان کی باتیں یاد کر کے دل غم و الم سے پھٹنے لگتے ہیں کہ یتیمی کے صدمے اور خوف سے کانپتے ہوئے خدا تعالیٰ کے آگے اس ڈر اور خوف کو امن و سلامتی میں بدلنے کے لئے بہ گریہ محوِ دعا ہو جاتے ہیں کہ ایک باپ کو بلانے والا پیارا خدا روحانی اولاد کے دلوں میں دوسرے باپ کا نام القاء کرتا ہے اور پھر دوسرا محبت وشفقت کرنے والا باپ عطا فرما دیتا ہے ۔ خوفزدہ محزون و غمگین دل ایک دم خدا تعالیٰ کی حمد کے ترانے گاتے ہوئے ۲۲/اپریل ۲۰۰۳ء کو نئے روحانی باپ کے حلقہ بگوش ہو جاتے ہیں ۔ سبحان اللہ ! کیا پیارا بابرکت نظام خلافت ہے ۔ ایم ٹی اے پر ناظرین نے دیکھا ہوگا کہ ہمارے نئے روحانی باپ حضرت صاحبزادہ مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کس پیار اور محبت سے افراد جماعت کو سینے سے لگاتے اور بچوں کے سر پر شفقت سے ہاتھ رکھتے تھے ۔ اور یہ ہیں ہمارے نئے روحانی باپ جنہوں نے غمزدہ دلوں کو مسرور کر دیا ۔

افراد جماعت اور خلیفۂ وقت کی باہمی محبت کے بارہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

" جیسی محبت خلیفہ کو جماعت سے ہوتی ہے یا جماعت کو خلیفہ سے ہوتی ہے اس کی مثال دنیوی تعلقات میں کہیں دکھائی نہیں دیتی اور یہی محبت ہے جو پھر آپس میں انتشار کرتی ہے ۔ جس طرح ایک مرکز پر شعائیں اکٹھی ہوں اور پھر منتشر ہو کر ارد گرد پھیلیں وہی کیفیت ہے ۔ یہ محبت جتنی زیادہ ہوگی اتنا ہی آپس میں للّٰہی تعلقات بڑھیں گے ۔ یہ ایک ایسا مضمون ہے جو مَیں اپنی ساری زندگی کی تاریخ اور تجربے پر نگاہ ڈال کر بیان کر رہا ہوں " ۔

(روزنامہ الفضل ۷/اگست ۱۹۹۴ء)

اس محبت اور پیار کو بڑھانے کے لئے ہم اپنے آنے والے باپ کی مدد دعاؤں سے کریں گے ۔ جیسا کہ خود خدا تعالیٰ نے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ سے پہلا خطاب ہی دعاؤں پر زور دینے کا کروایا کیونکہ خلیفہ کا ہر فعل خدا کی مرضی سے ہوتا ہے ۔ آپ فرماتے ہیں :

" احباب جماعت سے صرف ایک درخواست ہے کہ آج کل دعاؤں پر زور دیں ۔ دعاؤں پر زور دیں ۔ دعاؤں پر زور دیں ۔ بہت دعائیں کریں ، بہت دعائیں کریں اللہ تعالیٰ اپنی تائید و نصرت فرمائے اور احمدیت کا یہ قافلہ اپنی ترقیات کی طرف رواں دواں رہے ۔ آمین " ۔ (الفضل ربوہ ۲۴/اپریل ۲۰۰۳ء)

اے ہمارے پیارے خدا جیسا کہ تو نے دسمبر ۱۹۰۷ء کو حضرت مسیح موعودؑ کو الہام فرمایا " اِنِّی مَعَکَ یَا مَسْرُوْر " ، اے مسرور میں تیرے ساتھ ہوں ۔ اور پھر جناب الٰہی نے یہ وعدہ بھی فرمایا کہ عنقریب ان کو آفاق میں بھی نشانات دکھلائیں گے " ۔ (تذکرہ طبع چہارم صفحہ ۷۴۴)

اے ہمارے پیارے خدا تُو قدم قدم پر یہ وعدہ پورا فرماتا جا ۔ آمین

اے ہمارے ربّ کریم حضرت نبی کریم ﷺ نے اسلام کی عالمگیر فتح کے لئے جو دعائیں کیں اور جو دعائیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خلفاء کرام نے کیں وہ تمام کی تمام ہمارے نئے روحانی باپ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے حق میں بدرجہ اتم پوری فرما اور آفاق بھی اپنی نصرت و تائید اور فتوحات نمایاں کے نشانات دکھلا ۔

اور ہم سب افراد جماعت ۔ آپ کی روحانی اولاد ۔ کو ان کا فرمانبردار مطیع اور مخلص بنا کہ ہم ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک اور دل کا سکون بنیں ۔ آمین یا اَرْحَم الرَّاحِمِین ۔

بقیہ: تحریک احمدیت کے مشہور پنجابی شعراء از صفحہ نمبر ۴

خوشنویس محلّہ دارالیمن ربوہ تھے۔

۲...... جناب کریم بخش صاحب بیوس کملہ، سابق ممبر یونین کونسل جھوک اترا ضلع ڈیرہ غازیخان:

آپ خدا کے فضل سے بقید حیات ہیں۔ آپ کو یہ اعزاز وافتخار بھی حاصل ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے ارشاد پر آپ نے جلسہ سالانہ انگلستان میں شرکت کی سعادت حاصل کی اور حضور کی مبارک خواہش پر اسیران راہ مولیٰ سے متعلق نہایت وجد آفریں لہجہ میں ملتانی پنجابی میں اپنا کلام سنا کر حاضرین کو محظوظ کیا۔

آپ کی دلکش نظموں کا پہلا مجموعہ ''ندائے احمدی'' کے نام سے سید الیکٹرک پریس ملتان سے چھپا اور اس کے تمام تر اخراجات ہمارے محبوب آقا حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ (جواُن دنوں ناظم ارشاد وقف جدید کے فرائض سرانجام دے رہے تھے) نے مہیا فرمائے۔ اور کتاب کے پیش لفظ میں بطور خاص یہ تذکرہ موجود ہے۔ نیز یہ بھی لکھا ہے کہ:

''کریم بخش بے وس کملہ جن کی نظموں کا مختصر سا مجموعہ اس وقت شائع ہو رہا ہے بستی رنداں ضلع ڈیرہ غازیخان کا ایک بظاہر ان پڑھ اور ناخواندہ نوجوان ہے اور رواجی تعلیم سے بالکل محروم ہے...... اس کے باوجود اللہ تعالیٰ نے اسے دل اور دماغ کی فطری صلاحیتوں سے نوازا ہے ......ملتانی زبان کی یہ نظمیں جب وہ اپنی مخصوص لے میں جلسوں اور اجتماعوں میں سناتا ہے تو اس کے فنی محاسن اور معائب سے قطع نظر وہ اپنے سوز، خلوص اور شدت تاثیر سے سامعین پر ایک وجد کی کیفیت طاری کر دیتا ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ کی ربّانی وصیت

پنجابی شعرائے سلسلہ احمدیہ کے مختصر تعارف کا اختتام مجدد الف آخر مسیح دوراں ومہدیٔ زماں حضرت مسیح موعودؑ کی ایک ربّانی اور دائمی وصیت پر کرتا ہوں۔ حضرت اقدس نے ۸/فروری ۱۹۰۴ء کو ارشاد فرمایا:

''انسان اگر چاہتا ہے کہ اپنی عمر بڑھائے اور لمبی عمر پائے تو اس کو چاہئے کہ جہاں تک ہو سکے خالص دین کے واسطے اپنی عمر کو وقف کرے ...... پس عمر بڑھانے کا اس سے بہتر کوئی نسخہ نہیں کہ انسان خلوص اور وفاداری کے ساتھ اعلائے کلمۃ الاسلام میں مصروف ہو جاوے اور خدمت دین میں لگ جاوے اور آج کل یہ نسخہ بہت کارگر ہے کیونکہ دین کو آج ایسے مخلص خادموں کی ضرورت ہے''۔

(الحکم ۱۷/فروری ۱۹۰۴ء صفحہ ۵،۶۔ملفوظات جلد سوم طبع جدید صفحہ ۵۶۳)

بکوشید اے جواناں تا بدیں قوت شود پیدا
بہار رونق اندر روضہ ملّت شود پیدا
بہ مفت ایں اجر نصرت را دہندت اے اخی ورنہ
قضائے آسمان است ایں بہر حالت شود پیدا

(المسیح الموعود)

نماز جنازہ حاضر وغائب

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ ۳۰/اپریل ۲۰۰۳ء بروز بدھ مسجد فضل لندن کے احاطہ میں ایک بجے بعد دوپہر دو افراد کی نماز جنازہ حاضر پڑھائی۔

پہلا جنازہ حاضر مکرمہ امینہ بیگم صاحبہ کا تھا جو مکرم مہاشہ محمد عمر صاحب مربی سلسلہ کی اہلیہ تھیں اور حضرت منشی کرم علی صاحبؓ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صاحبزادی تھیں جو مورخہ ۲۸/اپریل بروز سوموار بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

مرحومہ نہایت مخلص اور دعا گو خاتون تھیں اور موصیہ تھیں۔ جنازہ تدفین کے لئے ربوہ لے جایا گیا۔ مرحومہ مکرم مہاشہ نصیر احمد ظفر صاحب اور مکرم مہاشہ محمد احمد صاحب اور مکرمہ ثریا غازی صاحبہ آف کرائیڈن کی والدہ تھیں۔

دوسرا جنازہ مکرمہ نصرت افزاء بھٹی صاحبہ اہلیہ مکرم عبدالرشید بھٹی صاحب آف ملٹن کینز کا تھا جو مورخہ ۲۷/اپریل بروز اتوار وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ مرحومہ موصیہ تھیں اور جنازہ تدفین کے لئے ربوہ لے جایا گیا۔

نماز جنازہ غائب

اس موقعہ پر مکرمہ استانی صادقہ خاتون صاحبہ اہلیہ حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب فاضل جٹؓ نماز جنازہ غائب بھی ادا کی گئی۔ آپ مورخہ ۱۵/اپریل ۲۰۰۲ء کو قادیان میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

مرحومہ نہایت مخلص، وفا شعار اور دعا گو خاتون تھیں۔ چالیس سال تک صدر لجنہ قادیان منتخب ہوتی رہیں۔ ۴۵ سال تک نائب صدر لجنہ بھارت اور ۲۸ سال نصرت گرلز ہائی سکول کی ہیڈ مسٹرس کے طور پر خدمات بجا لانے کی توفیق بھی پائی۔ ان کے صاحبزادے مکرم سعادت احمد صاحب جاوید آج کل قادیان میں ایڈیشنل ناظر امور خارجہ کے طور پر خدمات بجالا رہے ہیں۔

پسماندگان میں تین بیٹے اور دو بیٹیاں یادگار چھوڑی ہیں۔

......☆......☆......☆......

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ ۷/مئی ۲۰۰۳ء کو مسجد فضل لندن میں قبل از نماز ظہر مکرم چوہدری چراغ دین صاحب کی نماز جنازہ حاضر پڑھائی۔

مرحوم مالی قربانیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔ موصی تھے قادیان میں پرورش پائی۔ نیکی، تقویٰ سے زندگی گزاری اور جماعت میں بھی ہر دلعزیز تھے۔

آپ نے تین بیٹے اور دو بیٹیاں یادگار چھوڑی ہیں۔

......☆......☆......☆......

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ ۱۴/مئی ۲۰۰۳ء کو مسجد فضل لندن میں قبل از نماز ظہر مکرمہ سہیلہ ظفر صاحبہ اہلیہ مکرم نصیر احمد ظفر صاحب آف نار بری لندن کی نماز جنازہ حاضر پڑھائی۔ مرحومہ ۱۲/مئی ۲۰۰۳ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئی تھیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مرحومہ مکرم مہاشہ محمد عمر مرحوم مربی سلسلہ کی بہو اور مکرم ڈاکٹر محمد حسن خان صاحب آف لاہور کی بیٹی تھیں۔ مرحومہ لوکل جماعت میں مختلف عہدوں پر خدمت کرتی رہیں۔

اس کے ساتھ ہی درج ذیل احباب کی نماز جنازہ غائب بھی ادا کی گئی۔

(۱) مکرمہ سیّدہ نصرت آراء بیگم صاحبہ اہلیہ محترم ڈاکٹر سید غلام مجتبیٰ صاحب مرحوم ۳۰/اپریل ۲۰۰۳ء کو اسلام آباد (پاکستان) میں ایک طویل علالت کے بعد بعمر ۷۵ سال انتقال کر گئیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ آپ کو اپنے میاں کے ساتھ ایک لمبا عرصہ تک غانا، نائجیریا اور سیرالیون میں احمدیہ ہسپتالوں میں خدمت کی توفیق ملی۔ آپ کی اولاد میں مکرم سیّد تنویر مجتبیٰ صاحب فلائٹ انجنیئر، میجر سیّد توقیر مجتبیٰ صاحب زعیم اعلیٰ انصاراللہ لاہور کینٹ، مکرم سیّد تاثیر مجتبےٰ واقف زندگی انچارج احمدیہ ہسپتال آسکورے غانا مغربی افریقہ، مکرمہ سیّدہ لبنیٰ مولود صاحبہ اہلیہ مکرم سیّد مولود احمد صاحب اسلام آباد، مکرم سیّد تحسین مجتبیٰ صاحب (شارجہ) ہیں جو سبھی خدا کے فضل سے کسی نہ کسی رنگ میں جماعتی خدمات بجا لا رہے ہیں۔

(۲۔۳) مکرم محمود احمد قمر صاحب ایڈووکیٹ ابن مکرم ٹھیکیدار امام دین صاحب لمبا عرصہ بیمار رہنے کے بعد مورخہ ۷/مئی کو وفات پا گئے۔ مرحوم موصی تھے۔ جماعتی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے آجکل محلّہ دارالصدر شمالی ربوہ کے صدر کے طور پر خدمات بجالا رہے تھے۔ مرحوم انتہائی مخلص اور فدائی احمدی تھے۔

ان کی وفات سے چند روز قبل ۲۸ اپریل ۲۰۰۳ء کو ان کی اہلیہ محترمہ امینہ قمر صاحبہ کی وفات ہوئی۔ مرحومہ مکرم شیخ نور احمد صاحب مرحوم ایڈووکیٹ لاہور کی صاحبزادی اور مکرم ڈاکٹر شمیم احمد صاحب انچارج شعبہ وقف نو لندن کی بہن تھیں۔ آپ بھی موصیہ تھیں۔ دونوں کی تدفین بہشتی مقبرہ ربوہ میں ہوئی۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اعلیٰ علیین میں بلند مقام عطا فرمائے اور ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرماتے ہوئے ہمیشہ خود ان کا نگہبان ہو۔

M. S. DOUBLE GLAZING
Supplier & Installers
UPVC
Windows, Doors, Porches, Patio Doors
For Friendly Quote Please Contact Tel: 020 8664 8040
Mobile:07734470783 Fax: 020 8665 6685
Free Estimate, Grade 'A' Quality Material, Competitive Price, 10Years Guarantee
احمدی بہن بھائیوں کے لئے خوشخبری! ڈبل گلیزنگ کا نہایت معیاری کام۔ اے گریڈ کوالٹی کا میٹریل مناسب دام

ربوہ اور پاکستان کے کسی بھی شہر میں رقم کی فوری ادائیگی کے لئے ہم آپ کو بہترین نرخ اور اچھی خدمت کی ضمانت دیتے ہیں۔
NEXUS MONEY EXCHANGE
363- HIGH ROAD ILFOAD LONDON, IG1 1TF
Tel: 020 8478 2622 Fax:020 8553 5917
Contact: AFTAB CHOUDHURY

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خشیت اور خوف الٰہی

(حافظ مظفر احمد)

قرآن شریف نے جس خالق کائنات اور قادر مطلق ہستی کا ہمیں پتہ دیا ہے وہ بادشاہ بھی ہے غنی بھی جبار قہار اور متکبر بھی۔ اسکے سامنے انسان وہ عاجز مخلوق ہے۔ جو ہر لحظہ اسکا محتاج ہے۔ اللہ نے اسے احسن تقویم یعنی بہترین صورت میں اپنی فطرت پر پیدا کیا اور اسکی پیدائش کا مقصد عبودیّت ٹھہرایا۔ اگر اللہ تعالیٰ کی نصرت اور فضل شامل حال نہ ہوتو انسان فطرت صحیحہ کو چھوڑ کر شیطانی راہوں میں بھٹک جاتا اور اسفل السافلین یعنی ذلت کی اتھاہ گہرائیوں میں گرسکتا ہے۔ یہ وہ خوف ہے جو ایک ذی شعور انسان کو بے چین کردینے کے لئے کافی ہے۔ خدا کی ذات پر ایمان کے نتیجہ میں یہ خوف زائل ہوتا اور امید ورجاء کا بندھن مضبوط ہوتا ہے۔ اس لئے ایمان وہی قابل تعریف قرار دیا گیا ہے جو خوف و رجاء کے درمیان ہو۔

سب سے بڑھ کر خدا ترس

ہمارے نبی ﷺ اوّل المؤمنین تھے اسلئے سب سے بڑھ کر اپنے مولیٰ کی خشیت آپ میں تھی۔ جس کی وجہ سے آپ ہمیشہ لرزاں و ترساں رہتے تھے۔ پہلی وحی جو خدا کی طرف سے آپ پر ایک عظیم روحانی انعام تھا۔ آپ کیلئے یہ بھی مقام خوف تھا اس لئے حضرت خدیجہؓ سے آکر کہا **لَقَدْ خَشِیْتُ عَلٰی نَفْسِی** مجھے تو اتنا ڈر پیدا ہوا ہے کہ اپنی جان کے لالے پڑ گئے ہیں۔ (بخاری باب کیف کان بدء الوحی)

ایک دفعہ جب بعض صحابہ دنیا سے بے رغبتی کے اظہار کے طور پر عمر بھر شادی نہ کرنے، ساری ساری رات عبادت کرنے اور ہمیشہ روزہ رکھنے کے عہد کررہے تھے آپ نے انہیں اس بات سے روکا اور اپنے اسوہ پر چلنے کی طرف توجہ دلائی نیز فرمایا دیکھو میں نے شادی بھی کی ہے، رات سوتا بھی ہوں، عبادت بھی کرتا ہوں، روزے بھی رکھتا ہوں اور ناغہ بھی کرلیتا ہوں۔۔۔ انہوں نے کہا یارسول اللہ! آپ کی کیا بات آپ تو اللہ کے رسول ہیں۔ انکا مطلب تھا ہم کمزور اور گناہگار ہیں ہمیں زیادہ نیکیوں کی ضرورت ہے۔ تب آپ نے بڑے جلال سے فرمایا کہ **اتقاکم واعلمکم باللّٰہ انا**۔ (بخاری کتاب الایمان باب قول النبیؐ انا اعلمکم باللہ:19)

کہ تم میں سب سے زیادہ اللہ کا تقوی اختیار کرنے والا اور اللہ کی معرفت رکھنے والا میں ہوں۔ گویا نجات کے لئے میرے نمونہ کی پیروی تم پر لازم ہے اور یہی امر واقعہ ہے کہ ہمارے نبیؐ سب سے زیادہ خدا ترس انسان تھے۔

نبی کریمؐ اکثر اپنی دعاؤں میں یہ دعا مانگا کرتے تھے کہ **یَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قَلْبِیْ عَلٰی دِیْنِکَ**۔ اے دلوں کے پھیرنے والے میرے دل کو اپنے دین پر جمادے اور مضبوط کردے۔ صحابہؓ نے عرض کیا: یارسول اللہ آپ بھی یہ دعا کرتے ہیں حالانکہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ (یعنی ہمیں ہدایت دینے والے) فرمایا: ہاں! دل تو رحمان خدا کی دو انگلیوں کے درمیان ہوتا ہے وہ جیسے چاہے اسکو پھیر دے۔

(ترمذی کتاب القدر باب ماجاء ان القلوب بین اصبع الرحمان:2006)

آپؐ کی خدا ترسی کا یہ عالم تھا کہ اپنے رشتہ داروں اور عزیزوں کو کھول کر سنا دیا کہ تمہارے عمل ہی تمہارے کام آئیں گے میں یا میرے ساتھ رشتہ داری کچھ کام نہیں آسکتی۔ (بخاری کتاب الوصایا باب ھل یدخل النساء والولاء فی الاقارب:2548)

نیز فرماتے تھے کہ اللہ کی رحمت اور فضل نہ ہوتو میں بھی اپنی بخشش کے بارہ میں قطعیت سے کوئی دعویٰ نہیں کرسکتا۔ (بخاری کتاب المرضی باب تمنی المریض الموت:)

اللہ تعالیٰ کے غناء سے آپؐ کو یہ خوف بھی دامنگیر رہتا تھا کہ نیک اعمال خدا کے حضور قبولیت کے لائق بھی ٹھہرتے ہیں یا نہیں۔

چنانچہ قرآن شریف میں ذکر ہے کہ سچے مومن وہ ہیں جو اپنے رب کی خشیت کے باعث ڈرتے رہتے ہیں اور اپنے رب کی آیات پر ایمان لاتے ہیں۔ اور اپنے رب کا کسی کو شریک نہیں بناتے اور یہ لوگ جب (کسی کو کچھ) دیتے ہیں جو بھی وہ (خدا کی راہ میں) دیں تو ان کے دل خوف زدہ ہوتے ہیں کہ وہ اپنے رب کی طرف لوٹنے والے ہیں۔

(المومنون: 58تا61)

حضرت عائشہؓ کے دل میں ان آیات کے بارہ میں ایک سوال پیدا ہوا اور انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا یہ وہ لوگ ہیں جو شراب پیتے، چوری (وغیرہ گناہ) کرتے اور پھر اللہ سے ڈرتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ (جو قرآن کی عملی تفسیر تھے) سے بڑھ کر کون ان آیات کی حقیقت بیان کرسکتا تھا۔ آپ نے فرمایا اے صدیق کی بیٹی! بلکہ یہ وہ لوگ ہیں جو روزے رکھتے، نمازیں پڑھتے، صدقات دیتے ہیں اور پھر ڈرتے ہیں کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ نیکیاں غیر مقبول ٹھہریں اور ردّ ہوجائیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو نیکیوں میں سبقت کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔

(ترمذی کتاب التفسیر القرآن سورۃ المؤمنون)

احکام الٰہی کی بجا آوری

نبی کریمؐ کے تقویٰ اللہ کا ایک اظہار اللہ تعالیٰ کے احکام کی بجا آوری سے خوب ہوتا تھا جو آپ ایسی مستعدی سے کرتے تھے جسکی مثال نہیں ملتی۔ چنانچہ جب سورۃ نصر میں افواج کے اسلام میں داخلہ پر استقبال کی خاطر اللہ کی تسبیح وحمد اور استغفار کا حکم ہوا تو حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں اسکے بعد آپؐ کی کوئی نماز اس دعا سے خالی نہ جاتی تھی۔ **سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِکَ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ**۔ اے اللہ۔ تو پاک ہے۔ اے ہمارے رب اپنی حمد کے ساتھ۔ اے اللہ مجھے بخش دے۔

(بخاری کتاب الاذان باب الدعاء فی الرکوع)

رسول کریمؐ احکام الٰہی کی پیروی میں تقویٰ کی باریک راہوں کا خیال رکھتے تھے۔

حضرت ابوقتادہؓ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول کریم ﷺ کے ساتھ سفر حدیبیہ کے لئے نکلا آپؐ اور آپ کے صحابہ تو احرام میں تھے مگر میں نے احرام نہیں باندھا تھا۔ دوران سفر میں نے ایک جنگلی گدھا دیکھا اور اس پر حملہ کر کے شکار کرلیا اور حضور کے پاس آکر یہ کہہ بیٹھا کہ حضور میں احرام سے نہیں تھا اسلئے آپ کی خاطر یہ شکار کرلیا۔ چونکہ محرم کا خود یا اسکی خاطر کسی کا شکار کرنا جائز نہیں۔ حضور نے میرے اس فقرہ کی وجہ سے کہ "میں نے آپ کی خاطر یہ شکار کیا ہے" اُس میں سے کچھ کھانا پسند نہ کیا البتہ اپنے صحابہ کو اس گوشت سے کھانے کی اجازت دیدی۔

(ابن ماجہ کتاب المناسک باب الرخصۃ فی ذلک ان لم یصدلہ)

اللہ کے نام کی عظمت اور احترام

آنحضرت ﷺ تو خدا کا نام درمیان آجانے سے ڈر جاتے تھے۔ امیمہ وہ خاتون ہیں جو قبیلہ بنوالجون نے آپ کی لونڈی کے طور پر آپ کی خدمت میں بھجوائی۔ آپ کا ارادہ انکو اپنے عقد میں شامل کرنے کا تھا۔ کسی نے اس بی بی کو کہہ دیا ہوگا کہ پہلے دن سے ہی رسول اللہؐ پر رعب جمانا اور جب تمہارے قریب آئیں تو کہہ دینا کہ میں آپ سے اللہ کی پناہ چاہتی ہوں۔ آنحضرت ﷺ نے ایک باغ میں ان کے لئے خیمہ لگوایا اور جب ان کے پاس تشریف لے گئے ابھی سر پر ہاتھ ہی رکھا تھا کہ اس نے کہا میں آپ سے اللہ کی پناہ مانگتی ہوں۔ آپ نے فرمایا تم نے بہت عظیم الشان ہستی کی پناہ مانگی ہے۔ اور پھر اسے عقد سے آزاد کر کے مال و متاع دیکر واپس اسکے قبیلہ میں رخصت کردیا۔ (بخاری کتاب الطلاق باب من طلق وھل یواجہ الرجل امراتہ بالطلاق)

تقویٰ کی باریک راہیں

آنحضرت ﷺ ہر لحظہ اپنے رب سے ڈرتے رہتے تھے۔ فرماتے تھے کہ بسا اوقات گھر میں بستر پر ایک کھجور پڑی پاتا ہوں۔ اٹھا کر کھانے لگتا ہوں پھر خیال آتا ہے کہ صدقہ کی نہ ہو اور جہاں سے اٹھائی وہیں رکھ دیتا ہوں۔ (بخاری کتاب اللقطۃ باب اذا وجہ ثمرۃ فی الطریق)

رسول اللہؐ نے اپنی اولاد کی بھی اسی رنگ میں تربیت فرمائی اور ان کے دل میں بھی بچپن سے خوف خدا پیدا کیا۔ ایک دفعہ حضرت امام حسنؓ یا حسینؓ نے گھر میں کھجوروں کا ڈھیر دیکھا اور صدقہ کی ان کھجوروں میں سے ایک کھجور منہ میں ڈال لی۔ نبی کریمؐ نے دیکھ لیا۔ انگلی بچے کے منہ میں ڈالی، کھجور نکال کر باہر پھینک دی اور فرمایا بچے! ہم آل رسول ہیں۔ ہم صدقہ نہیں کھاتے۔ (بخاری کتاب الزکوٰۃ باب اخذ الصدقۃ التمر)

ایک دفعہ آنحضرت ﷺ نے نماز پڑھائی۔ اسکے بعد خلاف معمول بڑی تیزی سے صحابہ کی صفیں چیرتے ہوئے گھر تشریف لے گئے۔ تھوڑی دیر بعد واپس تشریف لائے تو ہاتھ میں سونے کی ایک ڈلی تھی۔ فرمایا کچھ سونا آیا تھا وہ مستحقین میں تقسیم ہوگیا۔ یہ سونے کی ڈلی تقسیم ہونے سے رہ گئی تھی۔ نماز میں مجھے خیال آیا تو اسے میں جلدی سے لے آیا ہوں تاکہ قومی مال میں سے کچھ ہمارے گھر میں نہ رہ جائے۔ یہ طہارت نفس اور خوفِ الٰہی کی کیسی بے نظیر مثال ہے۔

(بخاری کتاب الزکوٰۃ باب من احب تعجیل الصدقۃ)

آنحضرت ﷺ ہر دم اللہ تعالیٰ کے غنا اور عظمت سے خائف رہتے تھے۔ فرماتے تھے کہ ایک مجلس میں بیٹھے ہوئے میں بسا اوقات ستّر مرتبہ استغفار کرتا ہوں اور اللہ سے بخشش طلب کرتا ہوں۔

(بخاری کتاب الدعوات باب استغفار النبیؐ فی الیوم واللیلۃ)

قرآن شریف میں انبیاء علیہم السلام کے قبولیت دعا کے واقعات کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ان کی ایک مشترک خصوصیت یہ بیان فرمائی ہے کہ وہ سب نبی ہم سے چاہت اور خوف سے دعا کرتے تھے اور ہمارے سامنے عاجزی سے جھکنے والے اور خشوع اختیار کرنے والے تھے۔ (الانبیاء:91)

اسی لئے اُن کی دعائیں لائق قبول ٹھہریں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعاؤں میں یہ خصوصیت بھی بدرجہ اتم پائی جاتی ہے۔

دعاؤں میں گریہ وبکا

نبی کریمؐ خوف الٰہی سے اکثر گریہ وزاری کرتے دیکھے جاتے۔ غزوہ بدر کے موقع پر جب آپؐ کے 313 نہتے ساتھیوں کا مقابلہ ایک ہزار کے مسلح جنگجو لشکر سے تھا، آپؐ میدان بدر میں اپنے جھونپڑے میں خدا کے حضور سجدہ ریز ہوکر رو رو کر دعائیں کر رہے تھے، حالانکہ اللہ کی طرف سے فتح و نصرت کے وعدے موجود تھے مگر آپ کی نگاہ اپنے مولیٰ کے غنا پر بھی تھی اسلئے سجدہ میں پڑے گریہ وزاری کررہے تھے۔ بدن پر لرزہ طاری تھا۔ کپکپاھٹ سے کندھوں پر سے چادر سرک کر گر رہی تھی اور آپ اپنے مولیٰ سے یہ التجا کررہے تھے۔ اے اللہ! اگر آج اس مختصر سی جماعت کو ہلاک کردیا تو پھر تیری عبادت کون کرے گا۔

(مسلم کتاب الجہاد باب الامر بامداد الملائکۃ فی غزوۃ بدر)

حجتہ الوداع میں عرفات کے میدان میں نبی کریم ﷺ نے خشوع وخضوع، خشیت اور ابتہال سے بھری ہوئی جو دعا کی وہ اپنی ذات میں ایک شاہکار ہے۔ آپؐ اپنے مولا کے حضور کس درد اور کرب سے عرض کرتے ہیں۔ "اے اللہ تو میری باتوں کو سنتا ہے اور میرے حال کو دیکھتا ہے میری پوشیدہ باتوں اور ظاہر امور سے تو خوب واقف ہے۔ میرا کوئی بھی معاملہ تجھ پر کچھ بھی تو

THOMPSON & CO SOLICITORS
Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality,
Conveyancing & Employment,
Welfare Benefits, Personal Injury,
Family & Ancillary Proceedings,,
Wills & Probate, Criminal Litigation .
Contact:
Anas A.Khan, John Thompson Solicitors
1st floor 48 Tooting High Street
London SW17 0RG
Tel: 020 8333 0921+020 8767 5005
Fax: 020 8871 9398
Mobile: 0780-3298065

مخفی نہیں ہے۔مَیں ایک بدحال فقیر اور محتاج ہی تو ہوں ،تیری مدد اور پناہ کا طالب ،سہما اور ڈرا ہوُا،اپنے گناہوں کا اقراری اور معترف ہو کر تیرے پاس (چلا آیا) ہوں۔مَیں تجھ سے ایک عاجز مسکین کی طرح سوال کرتا ہوں (ہاں!) تیرے حضور میں ایک ذلیل گناہگار کی طرح زاری کرتا ہوں۔ایک اندھے نابینا کی طرح (ٹھوکروں سے) خوفزدہ تجھ سے دعا کرتا ہوں۔میری گردن تیرے آگے جھکی ہوئی ہے اور میرے آنسو تیرے حضور بہہ رہے ہیں۔میرا جسم تیرا مطیع ہو کر سجدے میں گرا پڑا ہے اور ناک خاک آلودہ ہے۔اے اللہ! تو مجھے اپنے حضور دعا کرنے میں بدبخت نہ ٹھہرا دینا اور میرے ساتھ مہربانی اور رحم کا سلوک فرمانا۔اے وہ! جو سب سے بڑھ کر التجاؤں کو قبول کرتا اور سب سے بہتر عطا فرمانے والا ہے میری دعا قبول کر لینا۔(طبرانی جلد11 ص174 بیروت)

قرآن شریف میں ان مومنوں کی تعریف کی گئی ہے جو اپنی نمازوں میں خشوع وخضوع اور عاجزی اختیار کرتے ہیں۔آنحضرت ﷺ کی نماز خشوع کا بہترین نمونہ ہوتی تھی۔چنانچہ رکوع میں آپ یہ دعا بھی پڑھا کرتے تھے۔

میرے اللہ! تیری خاطر مَیں نے رکوع کیا اور تجھ پر ایمان لایا اور میں تیرا ہی فرمانبردار ہوں۔اور تجھی پر میرا توکّل ہے۔تو ہی میرا پروردگار ہے۔میرے کان اور میری آنکھیں، میرا گوشت اور خون، میری ہڈیاں اور میرا دماغ اور میرے اعصاب اس اللہ کی اطاعت میں جُھکے ہوئے ہیں جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔

گریہ وزاری اور خشوع وخضوع کی یہ کیفیت آپ کی تنہائی کی نمازوں میں خاص طور پر پائی جاتی تھی۔صحابہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ خدا کے حضور اسطرح گڑگڑاتے تھے کہ آپ کے سینے سے اسکی آواز سنی جاسکتی تھی جو ھنڈیا کے ابلنے کی آواز سے مشابہ ہوتی تھی۔

(نسائی کتاب السہو باب البکاء فی الصلوٰۃ)

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ ایک رات میں نے حضور کو بستر سے غائب پایا تلاش کیا تو سجدے میں تھے۔(اندھیرے میں) میرا ہاتھ آپ کے پاؤں کے تلوے کو چھوگیا۔آپ کے پاؤں زمین پر گڑے ہوئے تھے اور سجدے کی حالت میں آپ مولیٰ کے حضور یہ زاری کررہے تھے۔اے اللہ میں تیری ناراضگی سے تیری رضا کی پناہ میں آتا ہوں اور تیری سزا سے تیری معافی کی پناہ میں آتا ہوں۔میں خالص تیری پناہ چاہتا ہوں۔میں تیری تعریف شمار نہیں کرسکتا بے شک تو ویسا ہی ہے جس طرح تو نے خود اپنی تعریف آپ کی ہے۔

(ابن ماجہ کتاب اقامۃ الصلوٰۃ باب ماجاء فی القنوت)

حضرت مطّرفؓ اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول خدا کو نماز پڑھتے دیکھا۔گریہ وزاری اور بکاء سے یوں ہچکیاں بندھ گئی تھیں گویا چکی چل رہی ہے۔اور ہنڈیا کے اُبلنے کی آواز کی طرح آپ کے سینہ سے گڑگڑاہٹ سنائی دیتی تھی۔

(ابو داؤد کتاب الصلوٰۃ باب البکاء فی الصلوٰۃ)

حضرت عبداللہؓ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے حجر اسود کی طرف منہ کیا۔پھر اپنے ہونٹ اس پر رکھ دیئے اور دیر تک روتے رہے۔پھر اچانک توجہ فرمائی تو حضرت عمرؓ بن الخطاب کو (پہلو میں کھڑے) روتے دیکھا اور فرمایا اے عمر! یہ وہ جگہ ہے جہاں (اللہ کی محبت اور خوف سے) آنسو بہائے جاتے ہیں۔

(ابن ماجہ کتاب المناسک باب السلام الحجر)

حضرت عبداللہؓ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک دفعہ حضرت عائشہؓ سے عرض کیا کہ رسول کریم ﷺ کی کوئی بہت پیاری اور خوبصورت سی بات سنائیں۔حضرت عائشہؓ نے فرمایا انکی تو ہر ادا ہی پیاری تھی۔ایک رات میرے ہاں باری تھی۔ آپؐ تشریف لائے اور میرے ساتھ بستر میں داخل ہوئے۔آپ کا بدن میرے بدن سے چھونے لگا۔پھر فرمانے لگے اے عائشہ! کیا آج مجھے اپنے رب کی عبادت کرنے دو گی۔میں نے کہا مجھے تو آپ کا قرب اور آپ کی خواہش عزیز ہے۔حضرت عائشہؓ کہتی ہیں پھر آپ اٹھے اور مشکیزہ سے وضو کیا، پھر نماز میں قرآن پڑھنے کھڑے ہوگئے۔پھر رونے لگے یہاں تک آپ کے آنسوؤں سے دامن تر ہوگیا۔پھر آپ نے دائیں پہلو سے ٹیک لگائی۔دایاں ہاتھ دائیں رخسار کے نیچے رکھ کر کچھ توقف کیا پھر رونے لگے۔یہاں تک کہ آپ کے آنسوؤں سے زمین بھیگ گئی۔صبح بلالؓ نماز کی اطلاع کرنے آئے تو آپ کو روتے پایا اور عرض کیا اے اللہ کے رسول! آپ بھی روتے ہیں؟ حالانکہ اللہ نے آپ کو بخش دیا۔فرمایا کیا میں اللہ کا شکرگزار بندہ نہ بنوں۔پھر فرمانے لگے میں کیوں نہ روؤں جبکہ آج رات مجھ پر یہ آیات اتری ہیں اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَ اخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّھَارِ۔ آپ نے آل عمران کے آخری رکوع کی آیات پڑھیں اور فرمایا ہلاکت ہے اسکے لئے جس نے یہ آیات پڑھیں اور ان پر غور نہ کیا۔

(الدرالمنثور جلد6:27 جز 4ص409 دارالفکر بیروت)

عہد نبویؐ میں ایک دفعہ سورج گرہن ہوا۔رسول اللہؐ نماز کسوف پڑھنے کیلئے کھڑے ہوئے۔بڑے لمبے رکوع اور سجدے کئے۔آپ اس قدر روتے جاتے تھے کہ ہچکی بندھ گئی۔اس حال میں رو رو کر یہ دعا کررہے تھے۔"میرے رب! کیا تو نے مجھ سے وعدہ نہیں کیا کہ جب تک میں ان لوگوں میں ہوں تو انہیں عذاب نہ دے گا۔کیا تو نے وعدہ نہیں فرمایا کہ جب تک یہ استغفار کرتے رہیں گے تو ان پر عذاب نازل نہ کرے گا۔پس ہم استغفار کرتے ہیں۔(تو ہمیں معاف فرما)۔

(الدرالمنثور جز9ص59 دارالفکر بیروت)

آپ اس وقت تک یہ دعا کرتے رہے جب تک سورج گرہن ختم نہ ہوگیا۔خشیت کی اس حالت کے باوجود رسول کریم ﷺ کی خدا ترسی کا یہ عالم تھا کہ اپنے مولیٰ کے حضور اپنی مناجات میں اس کا تقویٰ اور خشیت مانگا کرتے۔کبھی کہتے اے اللہ میرے نفس کو اپنا خوف اور تقویٰ نصیب کردے اور اسے پاک کردے تجھ سے بڑھ کر کون اسے پاک کرسکتا ہے۔تو ہی اسکا دوست اور آقا ہے۔

(مسلم کتاب الذکر باب التعوذ من شر ماعمل)

کبھی یہ دعا کرتے اے اللہ اپنی وہ خشیت ہمیں عطا کر جو ہمارے اور تیری نافرمانی کے درمیان حائل ہوجائے۔

(ترمذی کتاب الدعوات باب ماجاء فی عقد التسبیح)

تعارف کتاب

احمدیت کی برکات

مصنف: مولانا محمد اسماعیل منیر صاحب
پیش کردہ: فضل تعلیمی ٹرسٹ۔امریکہ
صفحات: ۲۱۱

یہ کتاب مولانا محمد اسماعیل منیر صاحب کی سرگزشت ہے جس میں آپ نے اپنی سوانح زندگی کو خدماتِ دینیہ کے حوالہ سے جمع کیا ہے۔آپ کو کم وبیش چالیس سال تک سری لنکا، ماریشس اور افریقہ میں بطور مبلغ سلسلہ اور امیر ومشنری انچارج، خدمتِ اسلام کی توفیق ملی اور پھر مرکز میں بھی مختلف اہم شعبہ جات میں اپنی صلاحتیں بروئے کار لانے کا موقع ملتا رہا اور محض اللہ کے فضل سے کامیابیاں نصیب ہوتی رہیں۔

آپ کے والد محترم حضرت میاں فضل کریم صاحب خدا تعالیٰ کے فضل سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی تھے جنہوں نے ۱۹۰۵ء میں ۲۰ سال کی عمر میں بیعت کا شرف حاصل کیا۔آپ کو اسلام و احمدیت کی دولت اپنے والدین سے ورثہ میں عطا ہوئی تھی۔کتاب کے آغاز میں مصنف نے اپنے خاندانی حالات بالخصوص اپنے والدین کا ذکر کیا ہے جنہیں پڑھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ اللہ کے فضل سے آپ کا خاندان اپنے اخلاص اور احمدیت سے وفا کے معاملے میں بہت پیش پیش تھا۔اور یہی وجہ تھی کہ جب آپ نے ہوش سنبھالا تو آپ کے اندر بھی دینی خدمت کا جذبہ موجزن تھا۔چنانچہ اسی جذبہ کے تابع آپ کو مختلف نوعیت کی خدماتِ سلسلہ بجالانے کی توفیق عطا ہوئی ہے۔جنہیں آپ نے اپنی اس خودنوشت سوانح حیات میں واقعات کی صورت میں رقم کیا ہے۔آپ کے علاوہ آپ کے خاندان سے بہت سے اور بھی مخلصین ایسے ہیں جنہیں وقف کی سعادت عطا ہوئی ہے پھر ایک عظیم سعادت اس خاندان کو ایسی بھی عطا ہوئی ہے جو تاریخ میں ہمیشہ سنہری حروف سے لکھی جائے گی یعنی آپ کے بیٹے مکرم محمد الیاس منیر صاحب کی وہ قربانی جو انہیں اسیر راہ مولا کا عظیم مرتبہ عطا کرگئی۔

خاندانی حالات پیش کرنے کے بعد آپ نے اپنی میدان عمل کی خدمات کا ذکر کیا ہے اور پھر مرکز سلسلہ میں جو فرائض انجام دینے کا موقع ملتا رہا انہیں بیان کیا ہے۔بعدازاں چونکہ آپ کو یورپ کے مختلف مما لک اور امریکہ میں نجی طور پر قیام کا موقع مل رہا ہے اس دوران بھی خدمت سلسلہ کی توفیق پارہے ہیں۔ان خدمات کو بھی آپ نے اپنی سرگزشت میں شامل کیا ہے۔علاوہ ازیں یہ تحقیق بھی شامل اشاعت کی ہے کہ یورپ میں اسلام کب اور کیسے پہنچا؟ مجموعہ کو آپ نے احمدیت کی برکات کے نام سے تعبیر کیا ہے دوسرے واقفین زندگی کے لئے بھی یہ ایک مفید کتاب ہے۔

تلاوت قرآن اور خشیت الٰہی

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ لوگ جن کو علم دیا گیا ہے۔جب ان پر رحمان خدا کی آیات پڑھی جاتی ہیں تو وہ روتے ہوئے خدا کے حضور ٹھوڑیوں کے بل سجدہ ریز ہوجاتے ہیں اور اللہ خشوع میں انہیں اور بڑھا دیتا ہے۔

(بنی اسرائیل:110)

دوسری جگہ فرمایا کہ قرآن کا کلام سن کر ان لوگوں کے رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں۔اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے بڑھ کر کون اس مضمون کا مصداق ہوسکتا ہے جو سب سے بڑھ کر خدا ترس تھے۔قرآن پڑھتے اور سنتے ہوئے آپ کی کیفیت بھی یہی ہوتی تھی۔

کلام الٰہی سن کر آپ پر رقّت طاری ہوجاتی اور آنکھوں سے آنسو جاری ہوجاتے تھے۔حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے ایک روز آپؐ نے فرمایا قرآن سناؤ! جب وہ اس آیت پر پہنچے فَکَیْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ کُلِ اُمَّۃٍ بِشَھِیْدٍ وَ جِئْنَا بِکَ عَلٰی ھٰؤُلَاءِ شَھِیْدًا تو آپؐ تاب نہ لا سکے اور آنکھوں سے آنسوؤں کی لڑی بہہ نکلی۔اور ہاتھ کے اشارے سے فرمایا بس کرو۔

(بخاری کتاب فضائل القرآن باب قول المقریٔ للقاری حسبک)

حضرت ابوھریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک سفر میں رسول اللہؐ کے ساتھ مجھے ایک رات گزارنے کا موقع ملا۔آپ نے بسم اللہ کی تلاوت شروع کی۔اور رو پڑے یہاں تک کہ روتے روتے گر گئے۔پھر بیس مرتبہ بسم اللہ پڑھی ہر دفعہ آپ روتے روتے گر پڑتے۔پھر آخر میں مجھے فرمانے لگے وہ شخص بہت ہی نامراد ہے۔جس پر رحمٰن اور رحیم خدا بھی رحم نہ کرے۔

(الاتحاف ج 4ص505 بحوالہ الوفا للجوزی ص549 بیروت)

کبھی روتے روتے عرض کرتے۔اے اللہ مجھے آنسو بہانے والی آنکھیں عطا کر جو تیری خشیت میں آنسوؤں کے بہنے سے دل کو ٹھنڈا کردیں پہلے اس سے کہ آنسو خون اور پتھر انگارے بن جائیں۔

(کتاب الدعاء جلد 3ص1480 از علامہ طبرانی مطبوعہ بیروت)

الغرض اس فانی فی اللہ کی اندھیری راتوں کی یہی دلدوز چیخ و پکار اور دعائیں ہی تو تھیں جنہوں نے عرش الٰہی کو ہلا کر رکھ دیا اور یک دفعہ سرزمین عرب میں ایک ایسا انقلاب عظیم پیدا ہوا کہ پہلے اس سے نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے سُنا۔

TOWNHEAD PHARMACY

FOR ALL YOUR

PHARMAECUTICALS NEEDS

☆......☆......☆

31 Townhead Kirkintilloch

Glasgow G66 1NG

Tel: 0141-211-8257

Fax: 0141-211-8258

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ خط و کتابت کیلئے ہمارا پتہ حسب ذیل ہے۔ براہ کرم خطوط میں اپنے مکمل پتہ کے علاوہ فون نمبر بھی ضرور تحریر فرمائیں:

AL-FAZL DIGEST, 22 DEERPARK ROAD,
LONDON SW19 3TL U.K.

"الفضل ڈائجسٹ" کی ویب سائٹ کا پتہ یہ ہے:-

http://www.alislam.org/alfazal/d/

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ کی پیدائش ۲۰؍اپریل ۱۸۹۳ء کو ہوئی۔ قریباً ساڑھے چار ماہ قبل حضرت مسیح موعودؑ کو الہاماً بتایا گیا:

"قمرالانبیاء آئے گا اور تیرا کام بن جائے گا۔ اللہ تجھے خوش کرے گا اور تیری برہان کو روشن کرے گا۔ تیرے ہاں ایک لڑکا پیدا کیا جائے گا اور فضل تجھ سے نزدیک کیا جائیگا یعنی وہ خدا کے فضل کا موجب ہوگا اور میرا نُور قریب ہے۔"

روزنامہ "الفضل" ربوہ ۲۶؍اکتوبر ۲۰۰۲ء میں ذاتی مشاہدات کے حوالہ سے مکرم مرزا عبدالحق صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ بہت متحمل مزاج اور دوسروں کے احساسات کا خیال رکھنے والے تھے۔ مجھے کئی بار دوستوں کے کاموں کے سلسلہ میں آپؓ کی خدمت میں حاضر ہونا پڑا، آپؓ ہمیشہ بشاشت سے توجہ فرماتے اور کبھی انکار نہ کرتے۔ خطوط کا جواب باقاعدہ دیتے۔ فوت ہونے والے دوستوں کی خوبیوں پر مضمون لکھ کر شائع کرواتے۔ ایک بار میری ایک تکلیف کا علم ہوا تو قادیان کی ساری مساجد میں دعا کا اعلان کروادیا۔ وقت کی پابندی فرماتے اور کوشش کرتے کہ دوسروں کا وقت ضائع نہ ہو۔ معاملات کی گہرائی تک پہنچتے اور ایسا راستہ اختیار کرتے کہ دوسرے بھی متفق ہوجائیں۔ کسی معاملہ پر رائے دیتے تو کوئی پہلو تشنہ نہ چھوڑتے۔ ہمیشہ احسان کرتے۔ قرضہ دیتے وقت لکھوالیتے تاکہ شریعت کا منشاء پورا ہو لیکن تقاضا نہ کرتے، مقروض تنگدست ہوتا تو بسااوقات قرضہ چھوڑ دیتے۔ قرض لیتے تو سنّت رسول ﷺ کے مطابق زیادہ واپس کرتے۔ بھائیوں کی زمین کا انتظام وانصرام آپؓ کے سپرد ہوتا۔ سب مطمئن ہوتے کہ آپؓ کے ہاتھوں میں حقوق پوری طرح محفوظ ہیں۔

مکرم سید عبیداللہ شاہ صاحب

روزنامہ "الفضل" ربوہ ۸؍اکتوبر ۲۰۰۲ء میں مکرم سید عبیداللہ شاہ صاحب کا ذکر خیر کرتے ہوئے اُن کی اہلیہ لکھتی ہیں کہ آپ پیدائشی احمدی تھے لیکن مزید تحقیق کرکے خود بیعت کی۔ پاکستان بننے پر جالندھر سے چک جھمرہ آگئے۔ مختلف حیثیتوں سے خدمت کی توفیق پائی۔ قائد، صدر جماعت اور امیر حلقہ بھی رہے۔ ۱۹۵۳ء کے فسادات میں کاروبار تباہ ہوگیا اور ہم سب چند روز ایک دوسرے گاؤں میں رہنے کے بعد ربوہ آگئے۔ جب حضرت مصلح موعودؓ سے حالات عرض کئے تو حضورؓ نے بڑے جوش سے فرمایا کہ واپس جائیں۔ چنانچہ واپس آگئے۔ چند ہی دن میں وہ معاندین جو قتل کی دھمکیاں دیتے پھرتے تھے، اپنی ضرورتوں سے مجبور ہوکر گھر آکر معافی مانگتے رہے۔

دوبارہ کاروبار شروع کرنے کے لئے سرمایہ نہیں تھا۔ صرف دو صد روپیہ سے لکڑی کا کاروبار شروع کیا جس میں اللہ تعالیٰ نے اتنی برکت ڈالی کہ فیکٹری لگالی جس میں پچیس ملازمین تھے۔ آپ خود سارا دن وہاں دعوت الی اللہ میں مصروف رہتے۔ اللہ تعالیٰ نے بہت دولت عطا کی۔ بہت سے مستحقین کی ہر پہلو سے مدد کی توفیق پائی۔ لوگ کہتے کہ آپ میں مرزائی ہونے کے علاوہ کوئی عیب نظر نہیں آتا۔ آپ جوانی سے تہجد گزار تھے۔ مقبول دعاؤں کی توفیق پاتے تھے۔ جائیداد کے ایک مقدمہ میں وکیل کے کہنے کے باوجود اپنے بیان میں جھوٹ کی ملاوٹ نہیں کی لیکن اللہ تعالیٰ نے باعزت کامیابی عطا فرمائی۔ ۱۹۷۴ء میں آپ کی فیکٹری جلادی گئی اور گھر لُوٹ لیا۔ بیٹے کو لہولہان کردیا۔ پولیس کے مجبور کرنے پر ہم سب پھر ربوہ آگئے۔ یہاں ایک وفد چک جھمرہ سے آیا اور آپ سے مل کر اُس نے کہا کہ آپ ایسے شریف اور ہمدرد شخص کو واپس لانے کے لئے ہم آپ کا سارا نقصان پورا کردیں گے بشرطیکہ آپ مسلمان ہوجائیں۔ آپ نے کہا کہ بے شک باقی جائیداد بھی لے لو لیکن احمدیت نہیں چھوڑوں گا۔ اس پر وہ کہنے لگے کہ ہم نے پہلے ہی سوچا تھا کہ جب اتنا کچھ ہو رہا تھا اُس وقت بھی آپ کا ایمان متزلزل نہیں ہوا، اب کیسے ہوگا!۔

یکم فروری ۱۹۹۳ء کو آپ پر فالج کا ایسا حملہ ہوا کہ بیٹھنے سے بھی معذور ہوگئے لیکن کبھی حرف شکایت لب پر نہیں آیا۔ ۲۲؍اپریل ۱۹۹۷ء کو وفات پائی۔

حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ

حضرت مفتی صاحبؓ کے بارہ میں ۱۸؍اکتوبر ۱۹۹۶ء کے اخبار الفضل انٹرنیشنل کے اسی کالم میں ایک مضمون شامل اشاعت ہے۔ روزنامہ "الفضل" ربوہ ۸؍اکتوبر ۲۰۰۲ء میں بھی ایک مضمون آپ کی سیرت کے حوالہ سے شائع ہوا ہے۔

حضرت مفتی صاحبؓ ۱۳؍جنوری ۱۸۷۲ء کو بھیرہ میں مفتی عنایت اللہ قریشی عثمانی صاحب کے ہاں پیدا ہوئے۔ آپ نے قریباً ۱۳ سال کی عمر میں بھیرہ کے ایک نیک شخص کی زبانی سنا کہ قادیان میں ایک مرزا صاحب ہیں جن کو الہام ہوتے ہیں۔ آپ کے والد نے آپ کو قرآن کریم کی تعلیم حاصل کرنے کے لئے حضرت حکیم مولانا نورالدین صاحبؓ کے پاس جموں بھجوادیا جہاں آپ چھ ماہ مقیم رہے اور حضرت مولوی صاحبؓ کی مجلس میں حضرت مسیح موعودؑ کا ذکر بھی سنتے رہے۔ ۱۸۸۹ء میں آپ نے ایک رؤیا دیکھا جس کا آپ کی طبیعت پر بہت اثر ہوا۔ دسمبر ۱۸۹۰ء میں حضرت مولوی صاحبؓ کا سفارشی خط لے کر قادیان آئے اور حضرت اقدسؑ سے ملاقات کی۔ اگلی صبح سیر کے دوران آپ نے حضورؑ سے پوچھا کہ گناہوں سے بچنے کا علاج کیا ہے؟ حضورؑ نے فرمایا کہ موت کو یاد رکھنا چاہئے، جب آدمی اس بات کو بھول جاتا ہے کہ اس نے آخر ایک دن مرجانا ہے تو اس میں طول امل پیدا ہوتا ہے، لمبی لمبی امیدیں کرتا ہے اور گناہوں میں دلیری اور غفلت پیدا ہوجاتی ہے۔

قادیان آمد کے تیسرے دن آپؓ نے بیعت کی سعادت حاصل کی۔ اُس وقت آپؓ جموں میں ہائی سکول میں انگریزی کے استاد تھے۔ ۱۸۹۵ء تک آپؓ وہیں ملازم رہے۔ ہر سال ایک دو بار قادیان حاضر ہوتے۔ سورج گرہن کے وقت بھی قادیان میں موجود تھے۔ پہلی بار جب آپؓ قادیان سے واپس جموں گئے تو حضرت مولوی صاحبؓ اور دوسرے احمدیوں نے حضور علیہ السلام کے واقعات دریافت فرمائے۔ اس کے بعد آپؓ کا معمول بن گیا کہ جب بھی قادیان گئے تو ایک ڈائری اپنے پاس رکھتے اور قادیان میں گزارے جانے والے لمحات کی تفصیل اُس میں درج کرتے جاتے۔ اس ڈائری سے بعد میں بہت ہی فائدہ پہنچا۔

۱۸۹۵ء میں اکاؤنٹنٹ جنرل لاہور کے دفتر میں ملازم ہوگئے۔ اس طرح قادیان جلد جلد آنے کا موقع پیدا ہوگیا۔ جلد ہی آپؓ کو خواہش ہوئی کہ ملازمت ترک کرکے قادیان آبسیں۔ حضورؑ کی خدمت میں اجازت کے لئے لکھا تو حضورؑ جواباً تحریر فرمایا کہ مومن کے واسطے قِیَام فِیْمَا اَقَامَ اللّٰه ضروری ہے یعنی جہاں اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے روزی کا سبب بنایا ہے وہیں صبر کے ساتھ کھڑا رہے یہاں تک کہ کوئی سبب ایسا بنے کہ آپؓ کو کسی کام کے واسطے قادیان بلالیا جائے لیکن ہجرت کے ارادہ کا ثواب آپؓ کو ملتا رہے گا۔

۱۹۰۰ء کے آخر میں قادیان میں مڈل سکول بنا تو حضورؑ کے ارشاد پر آپؓ پہلے تین ماہ کی رخصت لے کر سکول کے سیکنڈ ہیڈماسٹر مقرر ہوئے۔ پھر تین ماہ کی مزید رخصت لی۔ ملازمت سے استعفیٰ دینے سے قبل حضورؑ کے ارشاد پر استخارہ کیا۔ بعدازاں پورے انشراح قلبی کے ساتھ آپؓ نے قادیان مستقل سکونت کا فیصلہ کیا تو حضرت اقدسؑ نے اجازت مرحمت فرمادی۔ ۱۹۰۴ء میں ایک دفعہ جب آپؓ کے بیمار ہونے پر آپؓ کی والدہ نے حضورؑ سے دعا کے لئے عرض کیا تو حضورؑ نے فرمایا: "ہم تو ان کے لئے دعا کرتے ہی رہتے ہیں۔ آپ کو خیال ہوگا کہ صادق آپ کا بیٹا ہے اور آپ کو بہت پیارا ہے لیکن میرا دعویٰ ہے کہ وہ مجھے آپ سے زیادہ پیارا ہے"۔

مارچ ۱۹۰۵ء میں حضرت منشی محمد افضل صاحبؓ (مالک و مدیر اخبار البدر) کی وفات پر حضرت مسیح موعودؑ کی اجازت سے حضرت مفتی صاحبؓ اخبار کے مدیر اور مینجر مقرر ہوئے۔ آپؓ کو برطانیہ اور امریکہ میں کامیاب دعوت الی اللہ کی توفیق بھی ملی۔ حضرت مصلح موعودؓ کے پرائیویٹ سیکرٹری اور ناظر امور خارجہ بھی رہے۔ ۱۳؍جنوری ۱۹۵۷ء کو ربوہ میں وفات پائی۔ حضرت مصلح موعودؓ نے نماز جنازہ پڑھائی اور بہشتی مقبرہ میں تدفین ہوئی۔

حضرت شیخ نصیرالدین صاحبؓ مکندپوری

روزنامہ "الفضل" ربوہ ۱۲؍اکتوبر ۲۰۰۲ء میں مکرم شیخ نثار احمد صاحب اپنے والد حضرت شیخ نصیرالدین صاحبؓ کا ذکر خیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ آپ ۱۸۵۸ء میں مکندپور ضلع جالندھر میں پیدا ہوئے۔ اہلحدیث مسلک سے تعلق تھا۔ امام مہدی کے منتظر تھے۔ جب سورج گرہن ہوا تو ایک مولوی کو آپ نے اس بات پر افسوس کا اظہار کرتے دیکھا کہ اب مرزا کو لوگوں نے مان لینا ہے۔ اس پر آپ نے آہ وزاری سے دعائیں شروع کردیں اور ایک خواب کی بنا پر حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت کی سعادت حاصل کی۔ حضورؑ کے ارشاد پر جوش کے ساتھ اپنے رشتہ داروں کو دعوت الی اللہ شروع کی اور اپنے کاروبار کی بھی پرواہ نہ کی۔ صوم وصلوٰۃ کے پابند تھے اور باقاعدگی سے تہجد بھی ادا کرتے تھے۔ صاحب رؤیا تھے۔ صدقہ و خیرات میں بہت فراخ دل تھے۔ ایک بار دعوت الی اللہ کے لئے ایک ساتھی کے ہمراہ دسوہر گاؤں میں گئے۔ وہاں مخالفین نے آپ کا منہ کالا کرکے جوتیوں کا ہار گلے میں ڈالا اور گاؤں میں گھمایا۔ آپ اُس وقت خوشی سے کہتے کہ مسیح موعود پر ایمان لانے کی برکت سے ہم سے بھی بزرگوں والا سلوک ہو رہا ہے۔

پاکستان بننے کے بعد آپؓ راولپنڈی آگئے اور

روزنامہ "الفضل" ربوہ ۱۸؍دسمبر ۲۰۰۲ء میں شامل اشاعت مکرم ضیاءاللہ مبشر صاحب کی ایک نظم سے انتخاب پیش ہے:

ترا پھول پھول چہرہ مَیں سدا بہار دیکھوں
وہ گھڑی کبھی نہ آئے تجھے بیقرار دیکھوں

تری دید سے سوا ہو، مرا شوقِ دید ہر پل
کہے چشم نم مچل کے تجھے بار بار دیکھوں

اے مرے حبیب آقا تجھ کو شفا مبارک
تجھ پہ خدا کی رحمت یونہی بیشمار دیکھوں

یہیں ۱۹۴۸ء میں ۹۰ سال کی عمر میں وفات پائی۔

مکرم چودھری عبدالحمید صاحب مرحوم

روزنامہ "الفضل" ربوہ ۱۷؍اکتوبر ۲۰۰۲ء میں مکرم عبدالخالق صاحب اپنے برادر اکبر مکرم چودھری عبدالحمید صاحب کا ذکر خیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ آپ اہلحدیث مسلک سے تعلق رکھتے تھے اور احراری تھے۔ ۱۹۵۳ء میں جماعت کے خلاف ہنگاموں میں بہت جوش سے حصہ لیا لیکن اپنی ناکامی کے بعد سوچنا شروع کردیا۔ پھر خفیہ طور پر جلسہ سالانہ ربوہ میں آئے اور سیر روحانی کے موضوع پر حضرت مصلح موعودؓ کی تقریر سنی اور خفیہ بیعت کرکے گھر آگئے۔ ہم چار بھائی اُن سے چھوٹے تھے۔ گھر آکر انہوں نے مسجد جانا چھوڑ دیا اور گاہے بگاہے گھر میں دینی مسائل کا تذکرہ کرنے لگے جس سے علم ہوگیا کہ یہ احمدی ہوگئے ہیں۔ اس پر شدید مخالفت ہوئی، بائیکاٹ کیا گیا، کئی علماء کو بلاکر بحث کرائی گئی لیکن آپ ثابت قدم رہے۔ کچھ عرصہ بعد دوسرے بھائی (جو سب سے زیادہ مخالف تھے) نے بھی احمدیت قبول کرلی۔ ۱۹۶۳ء میں مَیں بھی احمدی ہوگیا۔

آپ گورنمنٹ کنٹریکٹر تھے۔ کئی سرکاری عمارتیں تعمیر کرائیں۔ ایمانداری اور فن تعمیر میں مہارت کی وجہ سے قدر کی نگاہ سے دیکھے جاتے۔ مسجد دارالذکر لاہور بھی آپ نے ہی تعمیر کرائی۔ ۱۹۶۳ء میں دل کا حملہ ہوا تو کئی سال تک سہارے کے بغیر چلنا بھی مشکل ہوگیا۔ اسی دوران حضرت خلیفۃالمسیح الثالثؒ نے خلافت لائبریری کی تعمیر کے سلسلہ میں کام کرنے کا ارشاد فرمایا تو آپ نے بیماری کا عذر کیا۔ حضورؒ نے فرمایا کہ آپ تعمیر شروع کرائیں، مَیں آپ کی شفایابی کے لئے دعا کروں گا۔ چنانچہ معجزانہ طور پر بیماری مکمل طور پر ختم ہوگئی اور پھر تیس بتیس سال تک صحت کے ساتھ خدمت کی توفیق پائی۔ لائبریری کی تعمیر میں آپ کی کوششوں سے بجٹ میں اڑہائی لاکھ روپے کی بچت ہوئی۔ اس کے بعد آپ نے کئی عمارات (قصر خلافت، احمدیہ بکڈپو وغیرہ) کی تعمیر میں حصہ لیا۔

آپ خلافت احمدیہ سے محبت رکھنے والے پُرجوش داعی الی اللہ تھے۔ پابند صوم و صلوٰۃ اور تہجد گزار تھے۔ پیرانہ سالی میں بھی روزے رکھتے۔ قصور میں ایک قطعہ زمین خرید کر چھوٹی سی مسجد تعمیر کرائی جواب بھی جماعتی کاموں کے لئے وقف ہے۔ ۳۰؍اگست ۲۰۰۱ء کو ۸۷ سال کی عمر میں وفات پائی اور بہشتی مقبرہ ربوہ میں دفن ہوئے۔

دوڑ پیچھے کی طرف اے گردش ایام تُو

روزنامہ "الفضل" ربوہ ۱۷؍اکتوبر ۲۰۰۲ء میں حضرت مصلح موعودؓ کی بیٹی محترمہ صاحبزادی امۃالرشید بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم میاں عبدالرحیم احمد صاحب کی بعض یادداشتیں شامل اشاعت ہیں۔ آپ بیان کرتی ہیں کہ ہماری والدہ حضرت سیدہ امۃالحیٔ بیگم صاحبہؓ کی وفات کے بعد ہم حضرت اُمّ طاہرؓ کی نگرانی میں آئے تھے اور مجھے تو پتہ ہی نہیں تھا کہ مَیں ان کی بیٹی نہیں ہوں۔ جب اُن کے بچے ہوئے تب بھی انہوں نے ہمیں ہی مقدم رکھا اور بہت پیار دیا۔ پھل، مٹھائی وغیرہ سب کو ایک جتنی ملتی، کبھی احساس نہیں ہوا کہ وہ ہماری حقیقی ماں نہیں۔ مَیں چھوٹی بہنوں کو بھی ڈانٹ لیا کرتی تھی لیکن انہوں نے کچھ فرق نہیں سمجھا۔ حضرت امّ طاہرؓ اپنے والد صاحب، جنہیں ہم شاہ جی کہتے تھے، کے ہاں جاتیں تو ہم بھی ساتھ جاتے۔ وہ ہم سے بہت پیار کرتے اور ہاتھ اٹھاکر دعا کرتے کہ حضرت مسیح موعودؑ کی اولاد ہیں۔

بچپن میں اکثر سر میں درد ہوتا تو مَیں حضرت امّ طاہرؓ کے پاس چلی جاتی۔ ایک دفعہ آپؓ خود بہت بیمار تھیں کہ ہل بھی نہ سکتی تھیں اور مجھے بھی سر میں شدید درد تھا تو مَیں اُن کی ٹانگوں پر سر رکھ کر اُن سے چمٹی رہی۔ حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحبؓ نے مجھے ڈانٹا کہ وہ خود بیمار ہیں لیکن مَیں پھر بھی وہاں سے نہیں ہلی۔ میری شادی کے بعد میرے میاں کا آپؓ بہت خیال رکھتیں اور انہیں اپنا بیٹا کہتیں اور سمجھتیں۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ کی بیگم حضرت امّ مظفر سرور سلطان جہاں صاحبہؓ بہت مخیّر اور نہایت سادہ تھیں۔ خود پٹھان تھیں اور پڑھنے کے لئے قادیان آنے والے پٹھان بچوں کا خاص خیال رکھتیں۔ بورڈنگ میں پڑھنے والے بچوں کا بھی بہت خیال رکھتیں۔ فارسی بولتی تھیں۔ قادیان کے لوگوں سے بہت پیار بڑھایا ہوا تھا۔ کئی یتیم بچے پالے۔ اپنے ہاتھ سے کام کرتیں اور بہت صفائی پسند تھیں کہ مزہ ہی آجاتا۔ کسی کی ذاتی زندگی میں دخل نہ دینے کا سبق آپؓ نے حضرت اماں جانؓ سے سیکھا تھا۔ آپؓ کے حسن اخلاق سے آپؓ کے میکے والے مبائعین میں شامل ہوئے۔

حضرت مرزا شریف احمد صاحبؓ کی بیگم حضرت بُوزینب صاحبہؓ بہت غریب پرور اور سادہ تھیں۔ سب سے حسن سلوک کرتیں۔

حضرت امّ وسیم جب نئی نئی آئی تھیں تو صرف عربی ہی بولتی تھیں۔ حضرت امّ طاہرؓ سے اپنی ساری باتیں کرتیں اور آپؓ بھی بڑی بہنوں کی طرح اُن کا بہت خیال رکھتیں۔ اُن کے بچوں کی پیدائش کے وقت بھی حضرت امّ طاہر اُن کے پاس رہیں۔ حضرت امّ وسیم بہت غریب پرور اور ملنسار، منکسر المزاج تھیں۔ کبھی دولت کی پرواہ نہ کی، اپنے ہاتھ سے سارے کام کرتیں۔ بہت صفائی پسند تھیں۔ جتنی مال و دولت (ہیرے جواہرات) آپ کو شادی کے وقت ملی ساری مستحقین میں تقسیم کردی، اپنے لئے بھی نہ رکھی۔

حضرت مصلح موعودؓ نے اپنی سب بیویوں اور بچوں کا جیب خرچ مقرر کیا ہوا تھا۔ حتیٰ کہ نوکروں کا بھی خرچ مقرر تھا۔ کپڑے وغیرہ گھر میں ہی منگوائے جاتے۔ سفر میں بھی باری باری لے کر جاتے۔ اگر کوئی بیوی بیمار ہوتی تو اُسے بھی ہمراہ لے جاتے۔ سندھ کے دورے پر بھی بیویاں باری باری جاتیں۔ ہم چونکہ سندھ میں زمینوں کی دیکھ بھال کے لئے وہیں رہتے تھے اس لئے جب حضورؓ وہاں تشریف لاتے تو تین دن ہمارے مہمان ہوتے اور پھر ہم حضورؓ کے مہمان ہوتے۔ روزانہ مختلف جماعتوں سے مہمان ملاقات کے لئے آیا کرتے۔ جمعہ کے دن ڈیڑھ دو سو تک افراد ہوجاتے۔ ایسے میں ایک لنگر جاری ہوجاتا جس کا خرچ تو حضورؓ ہی اٹھاتے اور انتظام میرے میاں کرتے۔ پانی وہاں کیچڑ کی طرح کا ہوتا تھا جو بڑے بڑے مٹکوں میں پھٹکڑی ڈال کر رکھا جاتا۔ جب مٹی نیچے بیٹھ جاتی تو دوسرے مٹکے میں احتیاط سے نکالا جاتا، پھر فلٹر کیا جاتا اور پھر ابال کر پینے کا پانی الگ کیا جاتا۔ جس سال حضرت امّ ناصرؓ کی باری ہوتی، وہ سال بڑا بابرکت ہوتا۔ وہ راشن چیک کرتیں اور قبل از وقت میرے میاں کو بتا دیتیں کہ فلاں چیز چار دن کی رہ گئی ہے۔ اباجانؓ کا بہت زیادہ خیال رکھتیں۔ میرے خسر جو میرے پاس ہی رہتے تھے، اُن کا بھی بہت خیال رکھتیں۔

صحابہؓ مسیح موعودؑ کا عشق قرآن

ماہنامہ "خالد" ربوہ نومبر و دسمبر ۲۰۰۲ء میں حضرت مسیح موعودؑ کے بعض صحابہؓ کے عشق قرآن کے واقعات مکرم عطاءالرقیب منور صاحب کے قلم سے شامل اشاعت ہیں۔

☆ حضرت خلیفۃالمسیح الاوّلؓ فرماتے ہیں: "خداتعالیٰ مجھے بہشت اور حشر میں نعمتیں دے تو مَیں سب سے پہلے قرآن شریف مانگوں گا"۔ پھر فرمایا: "قرآن مجید میری غذا ہے، مَیں سخت کمزور ہوتا ہوں، قرآن مجید پڑھتے پڑھتے مجھ میں طاقت آجاتی ہے"۔

☆ حضرت مولانا ابراہیم صاحب بقاپوریؓ فرماتے ہیں: "مَیں جوانی میں پورا قرآن تین روز میں ختم کرلیتا تھا"۔

آپؓ کی اہلیہ محترمہ فرماتی ہیں کہ مولوی صاحب آدھی رات کو اُٹھ کر کئی گھنٹے نوافل میں مشغول رہتے۔ نہ تھکنا جانتے تھے اور نہ تھکتے تھے۔ نوافل سے فارغ ہوکر قرآن پاک کی تلاوت شروع کرتے تو روتے جاتے حتیٰ کہ صبح کی نماز کا وقت ہو جاتا۔ جب کبھی عرض کرتی کہ آپؓ کے نزدیک تو آرام سے سونا بھی مشکل ہے تو فرماتے کہ چارپائی دوسرے کمرہ میں لے جاؤ اور آرام سے سوجاؤ، مَیں نے تو حضرت اقدسؑ کے طفیل یہ انعامات حاصل کئے ہیں اور مجھے ان کی محبت اور دعاؤں کے طفیل یہ توفیق ملتی ہے۔

☆ حضرت خلیفۃالمسیح الثانیؓ نے حضرت حافظ روشن علی صاحبؓ کے بارہ میں فرمایا کہ اُن میں یہ بڑا کمال تھا کہ انہیں جب بھی کوئی مضمون بتایا جاتا تو وہ اس مضمون کی آیتیں فوراً قرآن کریم سے نکال دیا کرتے تھے۔ اُن کی زندگی میں مجھے مضمون تیار کرنے کے متعلق کبھی گھبراہٹ پیدا نہیں ہوا کرتی تھی کیونکہ مَیں جانتا تھا کہ تقریر کرنے سے گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ پہلے اُن کو سامنے بٹھالوں گا اور وہ آیتیں نکال نکال کر مجھے بتاتے چلے جائیں گے۔

حضرت چودھری حکم دین صاحبؓ

روزنامہ "الفضل" ربوہ ۲؍دسمبر ۲۰۰۲ء میں محترم شیخ عبدالقادر صاحب (سابق سوداگرمل) حضرت چودھری حکم دین صاحبؓ کا ایک ایمان افروز واقعہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ آپؓ نے جون یا جولائی ۱۹۰۰ء میں حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت کی سعادت پائی۔ جب آپؓ برما میں فوج کی ملازمت میں تھے تو حضرت مسیح موعودؑ کی وفات کی اطلاع آپؓ کو ملی۔ وہاں ایک حوالدار میجر شیخ محمد تھا جس نے آپؓ کو مخاطب کرتے ہوئے حضرت اقدسؑ کا نام بُرے الفاظ میں لیا اور استہزاء کے ساتھ کہا: دیکھو حکم دین! مرزا...... تو اب فوت ہوگیا ہے، اب تم توبہ کرلو اور مسلمانوں کی جماعت کے ساتھ مل جاؤ۔ آپؓ اُس کی بات برداشت نہ کرسکے اور آپؓ نے اُس کے بعض عیوب بیان کرکے اُس سے پوچھا کہ کیا وہ اپنے اسی دین کی طرف بلارہا ہے۔ اس پر وہ سخت برہم ہوکر بولا کہ "اگر مَیں اس کا کورٹ مارشل نہ کراؤں تو اپنے باپ کا بیٹا نہیں"۔ دوسرے لوگوں نے آپؓ کو سمجھایا کہ آپؓ اس سے معافی مانگ لیں تاکہ بات نہ بڑھے لیکن آپؓ نے کہا کہ اُس نے میرے آقا کی توہین کی ہے، مَیں اپنے کس گناہ کی معافی مانگوں۔ آپؓ درد میں ڈوب کر دعا میں لگ گئے۔ خداتعالیٰ کی غیرت نے پھر ایسا اعجاز دکھایا کہ ابھی رات پوری بھی نہ گزری تھی کہ شہر کی پولیس نے اُس حوالدار میجر کو گھر سے گرفتار کرلیا۔ واقعہ یوں ہوا کہ وہ شخص چونکہ بدچلن لوگوں کا جلیس تھا اس لئے ایک آدمی کسی عورت کو مع پارچات وغیرہ بھگاکر اُس کے ہاں لے آیا۔ پولیس کو علم ہوا تو انہوں نے حوالدار میجر کے گھر پر چھاپہ مارا۔ اس دوران وہ شخص تو فرار ہوگیا لیکن مغویہ حوالدار میجر کے گھر سے برآمد کرلی گئی۔ چنانچہ اگلی صبح جب اُسے ہتھکڑی لگاکر لے جایا جارہا تھا تو بعض دوستوں نے آپؓ سے کہا کہ اب اس سے پوچھیں کہ آج تو اس نے آپؓ کا کورٹ مارشل کروانا تھا۔ لیکن آپؓ نے جواب دیا کہ اس طرح جتانا میرے ضمیر کے خلاف ہے۔ پھر آپ وہاں سے ایک طرف چلے آئے تاکہ وہ بھی آپؓ کو دیکھ کر شرمندہ نہ ہو۔

احمدیہ گزٹ کینیڈا کی خصوصی اشاعت

ماہنامہ "احمدیہ گزٹ" کینیڈا دسمبر ۲۰۰۲ء ایک خصوصی اشاعت ہے۔ اردو اور انگریزی میں A4 سائز کے قریباً دو صد صفحات پر مشتمل، عمدہ طباعت اور گیٹ اَپ کے ساتھ پیش کئے جانے والے اس ضخیم شمارہ میں جلسہ سالانہ کینیڈا ۲۰۰۲ء کے موقع پر کی جانے والی علمی و تربیتی تقاریر اور متعدد تاریخی تصاویر شائع کی گئی ہیں۔ جلسہ سالانہ کے موقع پر سیاسی شخصیات کے خطابات اور جلسہ کی رپورٹس پر مشتمل مختلف اخبارات کے تراشے بھی شامل اشاعت ہیں۔ تاریخ کو محفوظ رکھنے کے حوالہ سے یہ ایک عمدہ پیشکش ہے جسے منظر عام پر لانے کے لئے ادارہ کے کارکنان کی پُرخلوص انتھک محنت کا اظہار اس کے ہر صفحہ سے ہورہا ہے۔

Al Fazl International Weekly, London

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611

Vol. 10 | Friday, June 6, 2003 | Issue No. 23

والدین اپنے وقفِ نو بچوں کو احساس دلائیں کہ وقف نام ہے قربانی کا۔

سچ سے محبت، جھوٹ سے نفرت، سخت جانی، خوش مزاجی اور اچھے اخلاق کو اپنانے کی نصیحت

(جماعت احمدیہ برطانیہ کے زیر انتظام 'تحریک وقف نو' میں شامل بچوں اور بچیوں کے اجتماع سے سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایّدہ اللہ کا خطاب)

(لندن۔ ۱۷/مئی ۲۰۰۳ء): سیدنا حضرت امیر المومنین مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز آج شام مسجد بیت الفتوح مارڈن، سرے میں برطانیہ کے واقفین نو اور واقفات نو کے اجتماع میں رونق افروز ہوئے۔ نیشنل سیکرٹری وقف نو برطانیہ کے زیرِ انتظام منعقدہ اس اجتماع میں ۶۷۹ بچے اور بچیاں شامل ہوئیں۔ اکثر بچوں کے والدین بھی اس موقع پر موجود تھے۔ یہ پرلطف اور مبارک مجلس نہایت بے تکلفی کے ماحول میں منعقد ہوئی۔ حضور انور کے کرسیٔ صدارت پر تشریف فرما ہونے کے بعد تلاوت کلام پاک سے اجلاس کی باقاعدہ کارروائی شروع ہوئی۔ پھر ان آیات کریمہ کے ترجمہ کے بعد حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے منظوم کلام میں سے چند اشعار اور ان کا انگریزی ترجمہ پیش کیا گیا۔

حضور ایدہ اللہ نے بچوں سے فرمایا کہ مَیں آپ سے کچھ باتیں کروں گا اور سوال پوچھوں گا۔ حضور انور نے فرمایا کہ جو بچے اور بچیاں سمجھتے ہیں کہ وہ اچھی تلاوت کرتے ہیں اپنے ہاتھ بلند کریں۔ حضور نے لڑکوں اور لڑکیوں میں سے کچھ کو بلا کر ان سے تلاوت سنی اور اسی طرح نظمیں بھی۔ اور پھر انہیں اپنے پاس بلا کر اپنے دست مبارک سے قلم اور شیلڈ بطور انعام عطا فرمائے۔

حضور نے دریافت فرمایا کہ 'وقف نو' سے کیا مراد ہے؟ ایک بچے نے آکر اس کا جواب دیا۔ اس کے بعد حضور نے بچوں سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا کہ آپ لوگوں کو آپ کے والدین نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی اس تحریک پر کہ آئندہ صدی کے لئے مجھے واقفین چاہئیں اور پہلے دن سے ہی ان کے کان میں یہ ڈالا جائے کہ آپ وقف ہیں۔ اور جماعت کے لئے آپ نے اپنی زندگی صرف کرنی ہے، اللہ کے فضل سے دنیا کے کونے کونے سے ماں باپ نے اپنے بچے وقف کے لئے پیش کئے اور ابھی تک کرتے چلے جا رہے ہیں۔ الحمدللہ۔ یہ جذبہ اور یہ اخلاص اور یہ قربانی کے معیار آج کل ہمیں صرف جماعت احمدیہ میں ہی نظر آتے ہیں کہ ماں باپ بجائے اس کے کہ یہ خواہش کریں کہ ہمارے بچے بڑے ہو کر دنیا کمائیں وہ یہ خواہش کر کے پیش کر رہے ہیں کہ ہمارے بچے بڑے ہو کر دین کی خدمت کریں۔

حضور نے فرمایا کہ ماں باپ نے تو اپنی طرف سے قربانی پیش کر دی۔ اب آپ نے بھی جو وقفِ نو کے بچے ہیں اپنے آپ کو اس کام کے لئے تیار کرنا ہے۔ حضور نے فرمایا مثلاً سات سال کی عمر میں بچے کو نماز کے لئے کہنے کا حکم ہے اور دس سال کی عمر میں نماز فرض ہو جاتی ہے۔ تو اس عمر کے بچے کو خود بھی احساس ہونا چاہئے۔ اور والدین بھی ان کو یہ احساس دلائیں کہ تم وقف ہو اور تم نے زندگی جماعت کے لئے پیش کی ہے۔ تمہاری جو خواہشات ہیں وہ اب تمہاری نہیں رہیں بلکہ جماعت جس طرح کہے گی وہ تم نے کرنا ہے۔

حضور نے فرمایا کہ ماں باپ کی طرف سے بچوں کو یہ احساس بھی دلانا چاہئے کہ وقف نام ہے قربانی کا۔ تو پہلے دن سے جب تک آپ اپنے دوسرے بہن بھائیوں کے لئے قربانی نہیں دیں گے بڑے ہو کر انسانیت کے لئے قربانی نہیں دے سکیں گے۔ یہ بڑی ضروری چیز ہے۔

حضور نے والدین سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا کہ بعض والدین واقفینِ نو بچوں کو دوسرے بچوں سے زیادہ اہم سمجھتے ہیں یا اس لئے کہ یہ جماعت کی پراپرٹی ہے ان کا زیادہ خیال رکھتے ہیں۔ لیکن بعض دفعہ اس سے بچوں کی عادتیں خراب ہو جاتی ہیں۔ اس لئے والدین پہلے دن سے ہی بچوں کو سخت جانی کی اور Hardship کی عادت ڈالیں۔ پھر جس طرح حضرت صاحب نے فرمایا تھا بچپن سے ہی سچ سے محبت اور جھوٹ سے نفرت ہو۔ ہلکا سا مذاق بھی جو جھوٹ کی طرف لے جانے والا ہو بچوں سے نہیں کرنا چاہئے۔

حضور نے فرمایا کہ ایک بہت بڑی بات بچوں کے لئے خوش مزاجی ہے۔ بعض بچے چڑ چڑے ہو جاتے ہیں، بلا وجہ بچوں کو ضدّی نہ بنائیں۔ بچے جب دس سال کی عمر کو پہنچ جاتے ہیں تو وہ اس بات کا خیال رکھیں کہ انہوں نے اپنے ساتھی بچوں سے کبھی نہیں لڑنا۔ آپ کے اخلاق بہت اچھے اخلاق ہونے چاہئیں۔ اگر آپ کے اخلاق اچھے ہوں گے تو بڑے ہو کر آپ کا مزاج بھی ایسا اچھا بنے گا کہ لوگ خود بخود آپ کی طرف آئیں گے۔ آپ میں دلچسپی لیں گے اور پھر اس طریق سے آپ احمدیت کا پیغام لوگوں تک پہنچا سکیں گے۔

حضور نے فرمایا کہ اگر بچپن سے ہی مار دھاڑ کی، رونے دھونے کی عادت پڑ گئی تو یہ عادت آہستہ آہستہ پکّی ہوتی جائے گی اور بڑے ہو کر بھی یہی سمجھیں گے کہ ہم نے اپنا حق لینا ہے چاہے سختی سے یا کسی سے لڑ جھگڑ کر۔ اس سے تو آپ لوگوں کو اپنے سے دور ہٹا لیں گے۔ حضور نے بچوں کو نصیحت فرمائی کہ اپنے دوستوں سے کھیل کود کے دوران بھی نہیں لڑنا۔ کبھی زیادتی بھی ہو جائے تو اس کو برداشت کر لینا چاہئے۔

ان بہت پیاری اور دلنشیں نصائح کے بعد آخر پر حضور انور ایدہ اللہ نے دعا کروائی جس کے ساتھ یہ بابرکت اجلاس اختتام کو پہنچا۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ

ایم ٹی اے انٹرنیشنل کے کارکنان کی ملاقات

(لندن۔ ۴/مئی ۲۰۰۳ء): سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج ایم ٹی اے انٹرنیشنل کے تمام کارکنان و کارکنات کو ازراہ شفقت شرف ملاقات بخشا۔ یہ مبارک تقریب محمود ہال لندن میں ہوئی۔ حضور انور تقریباً ڈیڑھ بجے بعد دوپہر محمود ہال میں تشریف لائے۔ ایم ٹی اے کے تمام کارکنان اپنے اپنے شعبہ کے مطابق گروپس میں کھڑے تھے۔ حضور انور سب سے پہلے سٹیج پر تشریف لے گئے جہاں ایم ٹی اے انٹرنیشنل کے بورڈ ممبران مکرم سید نصیر احمد صاحب چیئرمین، مکرم اشفاق احمد ملک صاحب ڈپٹی چیئرمین اول، مکرم ندیم کرامت صاحب ڈپٹی چیئرمین دوم، مکرم مبارک احمد صاحب ظفر، مکرم ناصر خان صاحب اور مکرم شجر احمد فاروقی صاحب سے حضور کا تعارف کروایا گیا۔ اس موقع پر امیر جماعت احمدیہ یوکے مکرم رفیق احمد حیات صاحب بھی موجود تھے۔ بورڈ کے دو ممبران مکرم عطاء المجیب صاحب راشد اور مکرم منیر الدین شمس صاحب جماعتی ذمہ داریوں کے سلسلے میں ملک سے باہر ہونے کی وجہ سے شامل نہ ہو سکے۔

ایم ٹی اے کے تمام شعبوں کے کارکنان اپنے اپنے انچارج کی قیادت میں حضور انور سے مصافحہ کے لئے باری باری سٹیج پر آتے گئے جس کی ترتیب یوں تھی۔ ٹرانسمیشن، پروڈکشن، ایڈیٹنگ، آئی ٹی گرافکس، نیوز، دفتر، بجلی سپلائی و مرمت و آرائش، ڈاکومنٹریز، لائبریریز اور ترجمانی وغیرہ۔

اس موقع پر بورڈ کے ممبران اور مختلف شعبہ جات کے رضا کاروں نے حضور انور ایدہ اللہ کے ساتھ خاص طور پر گروپ تصاویر بنوائیں۔ حضور انور ایدہ اللہ نے اس موقع پر مختصر خطاب بھی فرمایا۔ حضور نے ایم ٹی اے کے کارکنان کی خدمات پر ان کا شکریہ ادا کرتے ہوئے فرمایا کہ ''حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی وفات پر ایم ٹی اے نے جو خدمات سرانجام دی ہیں وہ اتنی عظیم الشان ہیں کہ دنیا کے ہر خطہ سے کثرت سے خطوط آ رہے ہیں کہ ہماری طرف سے ایم ٹی اے کے تمام کارکنان کا شکریہ ادا کر دیں۔ تو اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے جب آپ لوگ سارے اکٹھے ہیں، تمام دنیا کے احمدیوں کی طرف سے، بچوں کے خطوط ہیں، بڑے جذباتی رنگ میں عورتوں کے خطوط، بوڑھوں کے خطوط کہ جس طرح کوریج دی ہے وہ اور جس خلوص کے ساتھ کام کیا گیا ہے دنیا کے خطہ میں کہیں ہمیں نظر نہیں آتا۔ تو لوگ آج کل خاص طور پر بہت دعائیں آپ لوگوں کو دے رہے ہیں۔

حضور نے فرمایا کہ امید ہے اللہ تعالیٰ کے فضل سے اسی Pace کو قائم رکھتے ہوئے بلکہ اس سے بڑھ کر آپ لوگ آئندہ بھی اسی طرح ایم ٹی اے کی خدمت کرتے رہیں گے اور اس ناطے سے ساری دنیا کے احمدیوں تک جماعت کا جو ایک تصوّر پیدا ہوا ہے جو تمام احمدیوں کو حوصلہ دیتا ہے کہ وہ غیروں کے سامنے یہ کہہ سکیں کہ دیکھو یہ وہ واحد ٹیلی ویژن، سیٹلائٹ ٹیلی ویژن ہے جو بغیر کسی اشتہار کے Volunteers کے ساتھ اتنی عظیم خدمات سرانجام دے رہا ہے اور یہ ایک بہت بڑا نشان ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی آئندہ بھی مدد فرمائے اور آپ کو پہلے سے بڑھ کر اس خدمت کی توفیق دے۔

حضور انور کا بے پناہ اظہار محبت تھا کہ کارکنان کو حضور نے ان بیش بہا تعریفی کلمات سے نوازا جو تمام کارکنان کی حوصلہ افزائی کا موجب ہوئے۔

اس مختصر خطاب کے بعد حضرت امیر المومنین کچھ دیر کے لئے MTA کی رضا کارانہ خدمت کرنے والی کارکنات کے حصہ میں تشریف لے گئے اور شیڈولنگ، ترجمانی اور لیڈیز پروڈکشن ٹیم کو شرف ملاقات بخشا اور ان کے کام کے بارہ میں دریافت فرمایا۔

ہماری دعا ہے اللہ تعالیٰ حضور انور ایدہ اللہ کو صحت و سلامتی والی لمبی زندگی عطا فرمائے اور وہ پودا جو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے بڑی چاہت، بے پناہ جذبے اور بے شمار دعاؤں کے ساتھ لگایا تھا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کی ذاتی قیادت، رہنمائی و ہدایت کے تحت مزید پھلتا اور پھولتا رہے اور خدائے واحد و یگانہ کا نام تمام عالم میں گونجتا رہے۔ آمین۔

(رپورٹ مرتبہ: سید نصیر احمد۔ چیئرمین ایم ٹی اے انٹرنیشنل)

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْھُمْ تَسْحِیقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔